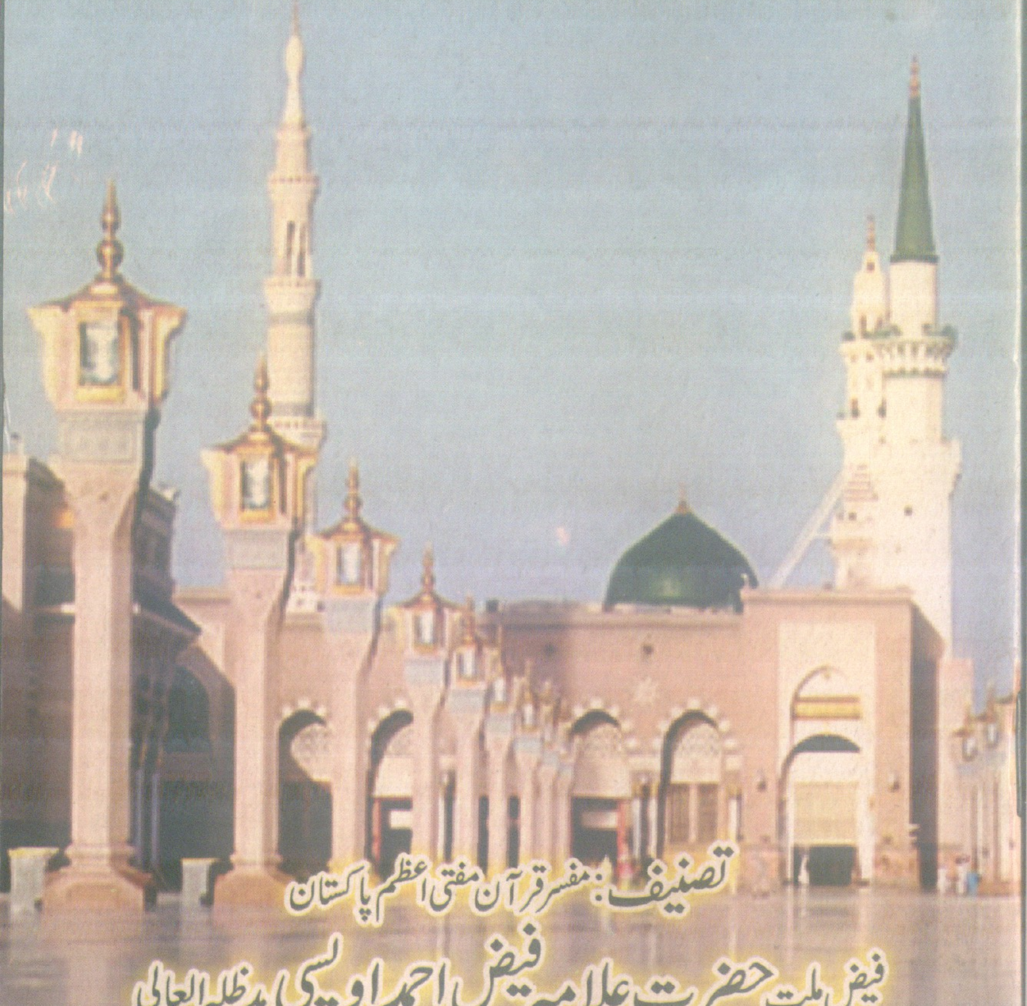
"اور ہم نے اِنسان اور جنات کو صرف عبادت کیلئے پیدا فرمایا" (القرآن)

کیا کثرتِ عبادت بدعت ہے؟



تصنیف: مفسر قرآن مفتی اعظم پاکستان

فیض ملت حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

"اور ہم نے اِنسان اور جنات کو صرف عبادت کیلئے پیدا فرمایا" (القرآن)

کیا کثرتِ عبادت بدعت ہے؟

تصنیف: مفسر قرآن مفتی اعظم پاکستان
فیض ملت حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

انجمن ابزم جلالیہ مدرسہ کنز الایمان
پیر خانہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات، موبائل: 0300-5468198

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: کیا کثرتِ عبادت بدعت ہے؟

تالیف: مفسر قرآن مفتی اعظم پاکستان

فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

ناشر: انجمن بزم جلالیہ مدرسہ کنز الایمان

پیر خانہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات

مطبع: بک کارنر پرنٹرز، پبلشرز، اینڈ بک سیلرز مین بازار جہلم

Tel: (92) 0544-624306 / 0544-614977
Cell: 0300-9570185 / 0333-5844622
Email: info@bookcorner.com.pk
Web: www.bookcorner.com.pk

تعداد: ایک ہزار

ہدیہ:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین بشیراً ونذیراً ٥ والصلوۃ والسلام علی من ارسلہ الی کافۃ للناس داعیاالیہ باذنہ سراجاً منیراً ٥ وعلی الہ وصحبہ الذین جزاھم اللہ جنۃ وحریرا ٥

مابعد انقلاب زمانہ اور نیرنگئی روزگار سمجھئے۔ یا شوخی قسمت یا پھر قرب قیامت پر محمول کیجئے کہ خیر الادیان کی روح کو بدعت اور اپنی ایجاد کردہ بدعات کو سنت گردانا جارہا ہے غیر مقلد فرقہ اپنی سابقہ روایات پر اہل سنت کو بدعتی اور اپنے آپ کو موحد ظاہر کرنے کے لئے لکھ مارا یہ بڑی بڑی عبادات اور کثرت سجود و قیام اور شب بیداری اور قرآن خوانی میں اتنا دلچسپی کہ شب بھر میں نہ صرف ایک بلکہ ختمات تک نوبت پہنچ جائے سب کی سب بدعت ہیں۔ بجائے ثواب کے عذاب ہوگا چونکہ فقیر کے اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ پر یہ غلیظ حملہ ہے اسی لئے فقیر کے قلم کو جنبش آئی تو یہ تحریر پیش کردی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

مُقدّمہ

کثرت عبادت اسلام کا مقصد عظیم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما خلقت الجن والانس الالیعبدون ؛اور ہم نے انسان اور جنات کو صرف عبادت کے لئے پیدا فرمایا اسی عبادت کی کثرت سے انسان کو قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے یتقرب الی بالنوافل حتی احببته ؛اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کثرت ذکر کا حکم فرمایا کماقال الله تعالیٰ اذکرو الله ذکرا کثیرا نبی اکرم ﷺ اپنی امت کو اسی کثرت عبادت کی تلقین فرماتے رہے۔

حضرت ربیعہ اسلمیؓ نے جب آپ سے جنت کی رفاقت کا مطالبہ کیا تو آپ نے انہیں یہی فرمایا:اعنی بکثرۃ السجود کثرت سجود سے میری مدد کیجئے۔اور یہ غیر مقلد کثرت عبادت کو اس لئے بدعت کہہ بیٹھے کہ احناف اپنے امام اعظمؒ کی کثرت عبادت پر نازاں ہوئے توانہوں نے حنفیت کے خلاف تعصباً کثرت عبادت کو بدعت کہہ دیا تا کہ ثابت ہو کہ جتنے اولیا اللہ بکثرت عبادت کرنے والے گزرے ہیں تمام کے تمام بدعتی ہیں لیکن چونکہ بے سوچ سمجھے یہ فتویٰ دیا اسی لئے انہیں یہ فتویٰ مہنگا پڑا اگر ضد کے پکے ہیں اسی لئے ضد نہ چھوڑی لیکن اس ضد سے انہیں دنیا عالم سے رسوائی اٹھانی پڑی۔اور آخرت کی سزا تو ہوگی بھی سخت۔

بدعت کی تحقیق

اب ہم ناظرین کو بدعت کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ تاکہ انکی بدعت کی رٹ ہٹ متصور ہو تحقیق تو ہم نے العصمۃ اور تحقیق البدعت میں لکھی ہے یہاں مختصراً عرض ہے۔

اقسام بدعت:

معلوم باد کی بدعت کی دو قسم ہیں بدعت لغوی اور بدعت شرعی۔ بدعت لغوی وہ ہے جو عادتاً یا عبادتاً نئی بات ہو اور بدعت شرعی وہ ہے کہ بعد زمانہ صحابہ بدون اجازت شارع کے جو کہ نہ قولاً ہو نہ فعلاً اور نہ صراحتاً ہو نہ اشارۃً کوئی بات عبادت میں زیادہ یا کم کی جائے اور حدیث میں جو وارد ہے کل بدعۃ ضلالۃ اوس سے یہی مراد ہے۔ نہ معنیٰ لغوی اور سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں لکھتے ہیں۔ البدعتہ المذمومۃ ھو المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عھد الصحابۃ التابعین ولا ول علیہ الدلیل الشرعی یعنی بدعت مذمومہ وہ ہے جو دین میں کوئی نئی بات پیدا کی جائے اسطرح کے زمانہ صحابہ اور تابعین میں اس کا وجود نہ ہو اور نہ اس پر دلیل شرعی قائم ہو اور یہ بھی شرح مقاصد میں ہے ومن الجھلۃ من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابۃ بدعتہ مذمومۃ وانکم یکن دلیل علی قبحہ یعنے بعض جاہل ایسے ہیں کہ جو کام زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں نہ تھا اسے بدعت کہتے ہیں۔

اگرچہ اسکی قباحت پہ کوئی دلیل قائم نہ ہو مفاتیح الجنان شرعۃ السلام میں ہے کہ المراد ان کل بدعۃفی الدین کانت علیٰ خلاف مفاھجھم و طریقتھم فھو ضلالتہ والا فقد حققوا امن البدع ماھی حسنۃ مقبولۃ کالاشتغال بالعلوم الشرعیۃ

وتدوینها ومنها ماهی سیئة مردودة وهی ماحدث بعدهم علیٰ خلاف مناهجهم بحیث لو اطلعوا علیه لا نکروه۔

مراد یہ ہے جو بدعت خلاف طریقہ خلفاء راشدین اور تابعین اور تبع تابعین کے ہے وہ ضلالہ ہے ورنہ علماء نے بہ تحقیق ثابت کیا ہے کہ بعض بدعت حسنہ مقبولہ ہے جیسے علوم شرعیہ میں مشغول ہونا اور اسے مدوان کرنا اور بعض بدعت سئیہ مردودہ ہے یعنی جو زمانہ خیر القرون کے بعد حادث ہو اور مذکورہ بالا بزگوں کے طریقہ کے بھی خلاف ہے کہ اگر وہ حضرات اس سے آگاہ ہوتے تو اسے ناپسند فرماتے بلکہ اسے رد کردیتے۔

بدعت واجبہ وحسنہ:

طریقہ محمدیہ میں بدعت کے کئی اقسام لکھے ہیں۔

(۱) مباحہ جیسے میدہ کی روٹی یا شکم سیر کھانا۔

(۲) مستحبہ جیسے مدارس اور مساجد کے مینار بنانا اور کتابیں تصنیف کرنا۔

(۳) بدعت واجبہ جیسے گمراہ فرقوں کو دلائل عقلیہ پیش کرنا۔

فائدہ:

ثابت ہوا کہ بدعت کے دو معنی ہیں۔

(۱) لغوی وھو المحدث مطلقاً عادةً اوعبادةً ہرئی شے مطلقاً عادةً یا عبادةً۔

(۲) شرعی وهو الزیادة فی الدین و انقصان منه الحادثان بعد الصحابة بغیر اذن الشارع لا قولاً ولا فعلاً ولا صریحاً ولا شارة۔

بدعت دین میں ایسی کمی بیشی کرنا جو صحابہ کے بعد ہو جس میں شارع کی کوئی اجازت نہ ہو نہ قول سے نہ فعل سے نہ صراحۃً نہ اشارۃً اور حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔

خما حدث فی زمانهم فلیس ببدعته والبدعته ماحدث بعد زمانهم

وزنان التابعین و تابعیهم

وہ بدعت جوزمانہ خلفاء راشدین میں پیدا ہووہ بدعت نہیں۔ہاں جوقرون ثلثہ کے بعد پیدا ہووہ بدعت ہے۔

فائدہ:

حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس جوامر ہوا۔خواہ آپ ﷺ نے خود کیا یا صحابہ کرام نے کیا یا آپکو کسی امر کی اطلاع ملی اور آپ نے اسے نہ روکا وہ بالاتفاق بدعت نہیں اور جو امر حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں نہ تھا بعد کو حادث ہواتو وہ لغوی بدعت ہے اسکی دو قسمیں ہیں کیونکہ وہ امر یا قبیل عادت سے ہے یا قبیل عبادت سے اگر قسم اول ہے تو وہ بدعت ضلالہ نہیں جب تک اس کے قبح پر کوئی دلیل شرعی قائم نہ ہو جیسے ماکول مشروب ملبوس وغیرہ میں نیا طریقہ احداث کرنا اور اگر قسم ثانی ہے تو اس کی کئی صورتیں ہیں۔

اول یہ کہ وہ امر زمانہ صحابہ میں حادث ہوا ہے اس طور سے کہ اسکو کل صحابہ یا بعض صحابہ نے کیا ہے یا ان لوگوں کے زمانہ میں وہ فعل کیا گیا اور وہ لوگ جانتے تھے۔

دوم یہ کہ وہ امر زمانہ تابعین میں حادث ہوا ہے۔

سوم یہ کہ وہ امر زمانہ تبع تابعین میں حادث ہوا ہے۔

چہارم یہ کہ تابعین کے بعد شر القرون میں وہ امر حادث ہوا ہے۔

صورت اولیٰ میں دو نوع ہیں نوع اول یہ ہے کہ جوامر زمانہ تابعین میں حادث ہوا اسکو صحابہ نے ناپسند کیا ہو بلکہ اسکو رد کر دیا تو وہ بدعت ضلالہ ہے جیسے خطبہ پڑھنا قبل نماز عیدین کے مروان نے ایجاد کیا اور ابوسعید خدری نے اس سے انکار کیا اور جیسے حالت خطبہ میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بشر بن مروان نے ایجاد کیا اور عمارہ نے اسکو ناپسند اور رد کیا اور نوع ثانی یہ کہ اسکو سب لوگوں نے پسند کیا ہوا اور کسی نے اس سے انکار نہ کیا ہو تو وہ بدعت ضلالہ نہیں بلکہ وہ بدعت حسنہ ہے اور

بدعت کا اطلاق اوسپر لغتہً ہے نہ شرعاً۔

جیسے جمعہ کے پہلے اذان حضرت عثمان نے اسکو ایجاد کیا اور سب صحابہ نے پسند کیا اور کسی نے اس سے انکار نہیں کیا اور جیسے تعدد نماز عیدین ایک شہر میں حضرت علی نے ایجاد کیا اور کسی صحابہ نے اسکو ناپسند نہ کیا اور جیسے مسجد میں بیٹھ کر وعظ کہنا تمیم داری نے شروع کیا اور کسی صحابہ نے اسکو ناپسند نہیں کیا اور جیسے رمضان میں بیس رکعت تراویح کے لیے جمع ہونا حضرت عمر کے زمانہ میں حادث ہوا اور اس کو سب لوگوں نے پسند کیا اور بے شک عقل بھی اس امر کی مقتضی ہے کہ جو امر زمانہ صحابہ میں بلا نکارت حادث اور شروع ہوا وسکو بدعت ضلالہ نہ کہیے اس لئے کہ حدیث وارد ہے اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم اوعلیکم بسنتی و سنته الخلفاء الراشدین اور خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم اور ماراٰه المسلمون حسنا فهو عندالله حسنااور صلاۃ ثانیه و ثالثه کو صورۃ اولیٰ پر قیاس کرنا چاہیئے۔

یعنی جو امر زمانہ تابعین یا تبع تابعین میں حادث ہوا گر انکار کے ساتھ ہے تو بدعت ضلالہ ہے اور اگر بلا انکار ہے تو بدعت حسنہ ہے اور صورت رابعہ کو دیکھنا چاہیئے کہ کیا کوئی فعل اسکے مثل ازمنہ ثلاثہ میں تھا یا نہ اور وہ فعل تحت قاعدہ کلیہ شرعیہ کے داخل ہے یا نہ۔

برتقدیر ثانی بدعت ضلالہ ہے اگرچہ ایسا فعل کسی صاحب فضیلت سے بھی صادر ہو اور برتقدیر اول بدعت حسنہ ہے کیونکہ بدعت شرعاً وہ ہے جو قرون ثلاثہ میں نہ ہو اور اصول شرع میں سے کوئی اصل اسمیں نہ ہو۔

باب نمبرا

دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کثرت عبادت کا وجود

مخالفین کو اسلامی قواعد کے مطابق ہم نے بدعت کی تحقیق دکھادی اب لیجئے دور صحابہ کا عمل......

(۱) حافظ ابونعیم اصبہانی حلیۃ الاولیا میں بسند متصل روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور رات بھر نماز پڑھتے تھے۔ تھوڑی دیر کے لئے بھی نہیں سوتے تھے۔

(۲) ابن کثیر نے اپنی تصنیف بنایہ نہایہ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عوام کے ساتھ نماز عشاء پڑھ کر گھر میں جاتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے دنیا سے رخصت ہوئے تو روزہ دار تھے اور ہمیشہ صائم الدہر رہے۔

(۳) ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں بسند مسلسل روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر تمام رات عبادت کرتے اخیر شب میں اپنے خادم نافع سے پوچھتے کیا صبح ہوگئی اگر نافع جب کہتے کہ نہیں تو پھر نماز میں مشغول ہوجاتے پھر نافع سے پوچھتے کیا صبح ہوئی نافع کہتے ہاں تو آپ اس وقت سے نماز صبح تک دعا و استغفار میں مشغول ہوجاتے۔

(۴) ابوسعید سمعانی اپنی کتاب الانساب میں کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں سارا قرآن مجید ختم کرتے تھے اور بسا اوقات ایک آیت صبح تک پڑھتے رہتے تھے۔

(۵) ابو نعیم بسند مسلسل روایت کرتے ہیں کہ شداد بن اوس جب گھر میں جاتے اور بستر پر لیٹے کروٹیں بدلتے اور نیند نہ آتی تب فرماتے، اے اللہ کریم دوزخ کے ڈر نے نیند کو کھو دیا پھر کھڑے ہوتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔

(٦) بعض شراح بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن میں آٹھ قرآن ختم کرتے تھے۔ یہ باب طویل ہے اہل فہم کے لئے اتنا کافی ہے۔

دورِ تابعین رضی اللہ عنہم

(۱) جامع ترمذی میں بسند مسلسل مروی ہے کہ حضرت عمیر ہر روز ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے اور ایک لاکھ مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے تھے۔

(۲) ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بسند مسلسل روایت کرتے ہیں کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کسی شام کو کہتے کہ یہ رات رکوع کی ہے اور تمام شب صبح تک رکوع میں رہتے اور کسی شام کو کہتے کہ یہ رات سجدہ کی ہے پس تمام رات سجدہ میں رہتے۔

(۳) ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں بسند مسلسل روایت کرتے ہیں کہ عامر بن عبداللہ بڑے عابدین سے تھے اور اپنے اوپر ہر روز ہزار رکعت نماز لازم کرتے تھے۔

(۴) ابو نعیم بسند مسلسل روایت کرتے ہیں کہ مسروق حج کرنے گئے اور شب کو بجز حالت سجدہ کے کبھی نہ سوئے اور ابو عبداللہ ذہبی عبر یا خبار من غبر میں لکھتے ہیں کہ مسروق اسقدر نماز پڑھتے تھے کہ قدم انکے ورم کر گئے تھے اور حج کرنے گئے پس نہیں سوئے مگر حالت سجدہ میں۔

(۵) امام ذہبی اور یافعی فرماتے ہیں کہ اسود رات دن مین سات سو رکعت نماز پڑھتے تھے اور ابو نعیم حلیۃ الاولیا میں بسند مسلسل روایت کرتے ہیں کہ اسود ماہ رمضان میں دو شب میں ایک ختم قرآن کرتے تھے اور درمیان مغرب اور عشاء کے سو لیتے تھے اور ماسوا رمضان کے چھ شب میں ختم کرتے تھے۔

(۶) ابو نعیم بسند مسلسل روایت کرتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے عشا کے وضو سے پچاس برس فجر کی نماز پڑھی۔

(۷) امام ذہبی لکھتے ہیں عروہ ہر روز چوتھا قرآن پڑھتے تھے اور شب بیداری کرتے تھے۔

(۸) صلہ بن اشیم ابونعیم بسند مسلسل روایت کرتے ہیں کہ بصرہ میں تین بڑے عابد تھے صلہ بن اور کلثوم بن الاسود اور ایک شخص اور۔

(۹) حلیۃ الاولیاء بسند مسلسل مروی ہے کہ سنان اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے تھے کہ بخدا میں نے ثابت بنانی کو قبر میں اتارا اور میرے ساتھ حمید طویل بھی تھے جب ہم ان پر مٹی ڈال چکے تو اچانک ایک اینٹ اپنی جگہ سے سرک گئی میں نے دیکھا کہ ثابت بنانی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ معاملہ ہے۔

انہوں نے کہا خاموش رہو بعد فراغت ہم نے انکی صاحبزادی سے پوچھا کہ تمہارے والد کا کیا عمل تھا اس نے کہا تم نے کیا دیکھا ہم نے تمام ماجرا سنایا صاحبزادی نے کہا میرے والد گرامی پچاس برس سے ہمیشہ شب بیدار رہتے تھے اور ہر شب کو بوقت سحر یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ کریم اگر تو نے کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دی ہو تو مجھے بھی عنایت فرمانا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے والد کی دعا قبول ہوگئی۔ یہ بھی حلیہ میں ہے کہ ثابت بنانی ایک رات میں قرآن مجید ختم کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔

(۱۰) امام ذہبی نے کتاب عبر میں لکھا کہ امام زین العابدین تادم زیست شب و روز میں ایک ہزار رکعت پڑھتے تھے۔

(۱۱) حلیۃ الاولیا میں ہے کہ حضرت قتادہ سات دن میں ایک ختم قرآن مجید پڑھتے تھے اور ماہ رمضان میں تین دن میں اور عشرہ اخیرہ رمضان میں روزانہ ختم کرتے تھے۔

(۱۲) مراۃ الجنان میں امام یافعی نے لکھا کہ سعید بن جبیر نے ایک رکعت میں خانہ کعبہ میں تمام قرآن پڑھ ڈالا اور ایسے ہی ہلال بن یسار سے بھی روایت ہے۔

(۱۳) حلیہ میں ہے محمد بن واسع تمام رات قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔

(۱۴) حلیہ میں ہے مالک بن دینار کے داماد روایت کرتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار

ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

میخ پا:

امام ذھبی کہتے ہیں کہ تواتر سے ثابت ہو چکا ہے حضرت امام ابو حنیفہ کا قیام شب اور تہجد اور عبادت اون کی اسے وجہ سے پکارے جاتے تھے وتد یعنی میخ بوجہ مداومت قیام تمام شب کے اور تیس سال انہوں نے ایک رکعت میں قرآن شریف ختم فرمایا اور چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ہے ساری رات ایک رکعث میں قرآن شریف ختم کرتے تھے اور اتنا رونا ان کا سنا جاتا تھا کہ پڑوسی رحمت کرتے تھے حضرت عبداللہ بن المبارک کے سامنے کسی نے آپ کی نسبت بدکلامی کی فرمایا کہ ٹوٹا ہو تجھ کو تو ایسے بزرگ کی نسبت بدگوئی کرتا ہے جنہوں نے پنتالیس سال پانچوں نمازیں ایک وضو سے پڑھی ہیں اور ایک رکعت میں قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے اور جو کچھ فقہ میرے پاس ہے وہ میں نے انہیں سے حاصل کی ہے۔

تیس سالہ روزہ:

حسن بن عمارہ نے جب آپ کو بعد وفات کے غسل دیا تو روئے اور کہنے لگے اللہ آپ پر رحمت کرے اور آپ کو بخشے تیس سال سے آپ نے افطار نہیں کیا اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا اور علماء کی فضیحت کردی۔

رات بھر قیام:

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت امام جارہے تھے آپ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے کہ یہ وہ ابو حنیفہ ہیں جو رات بھر نہیں سوتے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا نہیں دیکھتے تم کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ذکر نیک ہمارے لئے مخلوق میں پھیلایا کیا یہ قبیح بات نہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اسکے خلاف ہم سے جانے اللہ کی قسم کہ میں نہیں گوارا کر سکتا کہ جو صفت مجھ میں نہیں اسکو لوگ بیان کریں بس اسی رات سے تمام شب نماز اور تضرع اور رونے میں گزارنے لگے۔

پرانی مشک کی طرح:

فضیل بن دُکین کہتے ہیں کہ میں نے بہت تابعین وغیرہ کو دیکھا اور ان سب میں امام ابو حنیفہ سے بہتر نماز پڑھنے والا میں نے نہیں دیکھا اور جبکہ وہ نماز کی تیاری کرتے تو روتے اور زاری دعا کرتے جو دیکھتا وہ کہتا کہ اللہ کی قسم یہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور میں جب ان کو دیکھتا تو مثل پرانی مشک کے پاتا شدت عبادت کی وجہ سے۔

ایک آیت کا تکرار:

روایت ہے کہ ایک رات تمام شب اپنی نماز میں اسی آیت کی تکرار فرماتے رہے۔

بل الساعة موعدهم والساعة ادهٰى وامر

تھوڑا آرام:

ایک بار قرآن شریف پڑھتے ہوئے اس آیت پر پہنچے فمن الله علينا ووقانا عذاب السموم تو اسی کی تکرار فرماتے رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان ہوگئی۔ والدہ کا بیان ہے کہ جس دن سے میں نے ان کو جانا کبھی رات میں ان کو بستر پر تکیہ لگاتے نہیں دیکھا گرمی میں درمیان ظہر و عصر کے کچھ سوتے تھے اور جاڑوں میں اول شب اپنی مسجد میں۔

وکیع کا بیان:

امام وکیع کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم کہ امام ابو حنیفہ نہایت بڑے امانت والے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے قلب میں نہایت بڑا اور پرجلال تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے اگرچہ تلواروں کے وار بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پڑتے تو وہ برداشت کرتے اللہ ان پر رحمت کرے اور ان سے راضی ہو راضی ہونا ابرار سے پس تحقیق تھے وہ انھیں میں سے یحیٰ بن القطان کہتے ہیں کہ میں جب ان کو دیکھتا تو جان لیتا کہ تحقیق یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ایک رات سورہ الھاکم التکاثر کو پہنچے تو اس کو تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

یزید کا بیان:

یزید بن الکمیت جو بڑے نیک لوگوں میں تھے کہتے ہیں کہ ایک روز امام نے عشاء میں سورہ اذا زلزلت پڑی اور امام ابو حنیفہ اس امام کے پیچھے تھے جب نماز سے فراغت ہوئی تو میں نے ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے تفکر میں ہیں اور ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں میں اس خوف سے کہ انکو تشویش نہ ہو چراغ بھی جلتا ہوا چھوڑا حالانکہ تیل اس کا بہت کم تھا اور چلا گیا پھر میں طلوع فجر کے بعد آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے ہیں اور اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے کہتے ہیں کہ......

اے مالک جو ذرہ بھر وزن نیکی کا بدلہ نیکی دے گا اور ذرہ بھر بدی پر برا بدلہ دیگا اپنے بندے نعمان کو دوزخ سے بچالے اور اس سے بھی بچائے جو دوزخ سے نزدیک بندے نعمان کو دوزخ سے بچائے اور اس سے بھی بچائے جو دوزخ سے نزدیک کرنے والی چیز ہو اور اسکو اپنی کشادہ رحمت میں داخل فرمایا میں آیا تو چراغ بھی ویسا ہی جل رہا تھا مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا چراغ بڑھانے آئے ہو میں نے عرض کی کہ فجر کی اذان بھی دے چکا ہوں فرمایا کہ اس حال کو پوشیدہ رکھنا پھر دو رکعت سنت فجر کی پڑھ کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ اقامت ہوئی اور ہمارے ساتھ نماز فجر ادا کی۔

۵۵ حج:

ابوالاحوص کہتے ہیں کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ آپ تین روز کے بعد مر جائیں گے تو ان کی عبادت میں کوئی اضافہ نہ ہوتا جتنی کہ وہ کرتے تھے ہمیشہ۔ آپ نے پچپن ۵۵ حج بیت اللہ شریف کے گئے ہیں اور عمروں کی تعداد کا تو شمار نہیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ ماسوا رمضان کے ہر روز دو ختم قرآن پڑھتے تھے۔ ایک ختم رات کو اور ایک دن کو اور بسا اوقات دو رکعت میں قرآن ختم کرتے تھے اور چالیس برس تک آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور جس مقام میں آپ نے رحلت کی اسی جگہ پانچ ہزار مرتبہ اور ایک روایت میں ہے کہ سات ہزار مرتبہ قرآن ختم کر چکے تھے اور ہر شب کو آپ تین سو رکعت نماز پڑھتے تھے اور پھر پانچسو رکعت علاوہ اسکے۔

دیگر ائمہ مجتہدین ومحدثین:

(۱)۔ سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن:

حلیہ میں ہے سعد بن ابراہیم اکیسوین اور پچسوین اور ستائیسوین شب کو بغیر قرآن ختم کئے ہوئے روزہ افطار نہیں کرتے تھے اور ذہبی لکھتے ہیں کہ سعد ہر روز روزہ رکھتے تھے اور ایک ختم قرآن ہر روز کرتے تھے۔

(۲)۔ ابراہیم بن ادہم:

حلیہ میں ہے کہ ابراہیم ادہم ماہ رمضان میں دن کو کھیت کاٹتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ تیس روز برابر نہ رات کو سوتے اور نہ دن کو۔

(۳)۔شعبۃ بن حجاج:

حلیہ میں ہے کہ شعبہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور ثوری ہر ماہ میں تین روزہ رکھتے تھے اور ذہبی لکھتے ہیں شعبہ اسقدر نماز پڑھتے تھے کہ انکے پیر ورم کر جاتے تھے۔

(۴)۔فتح بن سعد موصلی:

حلیہ میں ہے کہ فتح موصلی کو درد سر ہوا پس خوش ہوئے اور کہا کہ اے اللہ تعالیٰ تو نے مجھکو اس بلا میں مبتلا کیا جس میں انبیاء لوگ مبتلا ہوتے تھے پس مجھ پر لازم ہو گیا کہ اس نعمت کے شکر میں ہر شب کو چار سو رکعت نماز پڑھوں۔

(۵)۔محمد بن ادریس شافعی:

حلیہ میں ہے کہ امام شافعی ماہ رمضان میں ساٹھ ختم کرتے تھے اور کل ختم نماز ہی میں اور تہذیب الاسما میں ہے ربیع کہتے ہیں کہ امام شافعی کے ہاں کئی راتیں سویا انکو دیکھا تو وہ رات کو بہت کم سویا کرتے۔

باب (۳)

کثیر العبادات اسلاف رحمہم اللہ

اب فقیر بلا امتیاز کثیر العبادات رحمہم اللہ کے اسماء گرامی نمبروار عرض کرتا ہے جن حضرات کی عبادات کو بدعت کہنا جہنم خریدنے کے مترادف ہے۔

(۱)

الف: حضرت مولانا عبدالحق محدث فرماتے ہیں کہ دے ہر شب در وقت تہجد ہفت یار قرآن مے خواندے۔ دور آخر شب برآں گریہ مستولی شدے امیر خسرو ہر شب تہجد میں سات قرآن ختم کرتے آخر شب میں آپ پر گریہ کا غلبہ ہوتا تھا۔

(اخبار الاخیار)

ب: صاحب خزینۃ الاصفیا کا بیان ہے کہ سوز سینہ بے کینہ وآتش دل عشق منزل خواجہ خسرو ایں قدر بود کہ پیراہن مبارک دے از بالائے قلب دے ہمیشہ سوختہ مے بود و ہر گزہ کہ جامہ نو پوشیدہ ہمانو وقت از بالائے قلب سوختہ مے شد۔

(خزینۃ الاصفیاء)

ج: خواجہ خسرو چہل سال صایم الدہر ماند وہمراہ پیر روشن ضمیر بطریق اے ارض حج گذارہ بود (اخبار الاخیار) ص ۳۴۱۔

ان اقتباسات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر خسرو......

(۱) روزانہ رات کے پچھلے حصے میں گریہ کرتے تھے۔

(۲) تہجد ادا کرنے کے بعد قرآن کی تلاوت شروع کرتے اور سات سیپارے ختم کرکے صبح کی نماز ادا فرماتے۔

(۳) چالیس سال روزہ سے رہے۔

(۴) اپنے مرشد کے ہمراہ بطریق لطے ارض حج کرتے تھے۔

(۵) ان کا دل ہر وقت عشق کی آگ سے دھکتا رہتا اور یہ حرارت اتنی شدید تھی کہ جب بھی آپ نیا قمیض زیب تن فرماتے دل کے اوپر کی جگہ جل جاتی تھی۔

(۲)

حضرت ثابت البنہانی قدس سرہ تابعی اپنے زمانہ کے بلند پایہ محدث تھے روزانہ ایک ختم قرآن فرماتے تھے بارہ ماہ روزہ رکھتے تھے کثرت گریہ سے بینائی کمزور ہوگئی تھی۔ اسی برس کی عمر میں ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔

(۳)

حضرت علی بن جُعد ہاشمی بغدادی جو ۱۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام بخاری اور حضرت ابوداؤد جیسے بلند پایہ محدثین نے ان سے علمی فیض حاصل کیا بہت بڑے حافظ الحدیث تھے۔ ساٹھ برس صوم داؤدی کے پابند رہے۔

(تذکرہ ص ۳۶۱ ج)

(۴)

حافظ الحدیث شیخ المحدثین حضرت عبدان متوفی ۲۲۱ھ بہت بڑے جلیل القدر محدث تھے خدمت خلق میں بہت بلند مقام تھا تقریباً دس لاکھ روپیہ فی سبیل اللہ خرچ کیا حضرت عبدان حضرت امام بخاری جیسے جلیل القدر محدث کے استاذ تھے اور خود حضرت امام الائمہ سراج الامت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم المرتبت تلمیذ حضرت امام عبداللہ بن مبارک کے شاگرد رشید تھے۔

(ص ۲۶۳ ج ۱)

(۵)

حضرت حناد بن سیدی کوفی جو اپنے زمانہ کے عظیم الشان محدث تھے...... (امام المحد ثین حضرت امام احمد بن حنبل ان کی علمی عملی عظمت و بلندی کے معترف تھے) عبادت میں بھی بہت بلند مقام تھا خوف الٰہی سے بہت زیادہ روتے رہتے تھے سورج نکلنے سے زوال تک اور ظہر سے عصر تک نوافل میں مشغول رہتے عصر سے مغرب تک انتہائی سوز و گداز سے تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے ستر برس اسی طرح عبادت میں گذارے۔ رات کی عبادت میں کیا مقام ہوگا صوبہ عراق میں زہد و تقوے اور عبادت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ربیع الاول ۲۴۳ ہجری میں وفات پائی کل عمر اکیانوے برس ہوئی۔

(تذکرہ الحفاظ ۸۳ ج ۲)

زبیر بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ابن ماجہ محدث کے استاذ تھے ۹۰ قرآن رمضان میں ختم کرتے۔ ۲۵۷ھ میں وفات پائی۔

(تذکرہ ص/۱۱۹)

(۶)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم حفظ کر کے گیارہ برس کی عمر کو پہنچ کر ۲۰۵ھ میں علم حدیث شروع کیا۔ سب سے پہلے فقیہ خراسان محدث جلیل حضرت عبداللہ بن مبارک کے مخزن حدیث سے فیضیاب ہوئے۔ مختلف بلاد احصار کا سفر کر کے حدیث شریف کا علم حاصل کیا۔ ایک ہزار سے زیادہ ان کے استاذ تھے لیکن پڑھائی کے وقت جہاں اور لوگ لکھا کرتے تھے یہ لکھنے سے بے نیاز ہو کر سنتے رہتے تھے ایک دفعہ رفیقوں نے کہا آپ یوں ہی بیٹھے رہتے ہیں لکھتے کچھ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں سب کچھ یاد کر لیتا ہوں۔

رفیقوں نے اس پر تعجب کیا اور اطمینان خاطر کے لیے پڑھ کر سنانے کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت امام بخاری نے فی الفور اسی مجلس میں پندرہ ہزار احادیث پڑھ کر سنا دیں۔

انتباہ:

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ کے پہلے استاذ رشید حضرت عبداللہ بن مبارک ہیں۔اور حضرت عبداللہ بن مبارک، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے جلیل القدر تلامذہ سے ہیں۔

(۷)

حضرت ابومحمد حریری نے مکہ مکرمہ میں ایک سال کا اعتکاف کیا جس میں نہ تو بالکل سوئے نہ بات کی نہ کسی لکڑی یا دیوار پر سہارا لیا یا ٹیک لگائی۔حضرت ابوبکر کتانی نے ان سے پوچھا کہ اس مجاہدہ پر تمہیں کس چیز سے قدرت حاصل ہوئی۔ وہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ شانہ نے میرے باطن کی پختگی کو دیکھا اس نے میرے ظاہر کو اس پر قدرت عطا فرمادی۔حضرت ابوبکر کتانی نے یہ سن کر سوچ اور فکر میں گردن جھکالی اور تھوڑی دیر کچھ سوچتے رہے۔پھر اسی سوچ وفکر میں چلے۔

(۸)

کہتے ہیں کہ میں حضرت فتح بن سعید موصلی کے پاس سے گذرا وہ دونوں ہاتھ پھیلائے رو رہے تھے اور ان کے آنسو انگلیوں کے بیچ میں سے نیچے گر رہے تھے اور وہ زرد تھے (یعنی آنسوؤں میں خون کی آمیزش تھی) میں نے ان سے قسم دے کر پوچھا کہ یہ خون کے آنسو کس صدمہ سے گرارہے ہو۔ (خیر تو ہے کیا آفت آگئی) وہ فرمانے لگے کہ اگر تم قسم نہ دیتے تو میں نہ بتاتا۔ ہاں میں اس پر رو رہا ہوں کہ میں نے حق تعالیٰ شانہ کا حق مجھ پر تھا اس کو ادا نہیں کیا۔

میں نے کہا کہ خون کیوں آگیا۔ کہنے لگے اس خوف سے کہ میرا یہ رونا کہیں غیر معتبر اور جھوٹا (نفاق سے) نہ ہو۔وہ شخص کہتے ہیں کہ جب ان کا انتقال ہوگیا تو میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔فرمایا کہ میری مغفرت ہوگئی۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے آنسوؤں کا کیا حشر ہوا۔فرمایا، کہ حق تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کر کے ارشاد فرمایا کہ یہ آنسو کیسے تھے؟

میں نے عرض کیا کہ اس پر رنج تھا کہ آپ کا جو حق مجھ پر واجب ہے وہ میں ادا نہ کرسکا

ارشاد ہوا کہ کہ خون کیوں تھا؟

میں نے عرض کیا کہ اس خوف سے کہ یہ رونا جھوٹا نہ ہو، غیر معتبر نہ ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ آخر تو ان سب سے کیا کیا چاہتا تھا؟ میری عزت کی قسم تیرے کراما کاتبین چالیس سال سے تیرے اعمال کا صحیفہ ایسا لا رہے ہیں کہ ان میں کوئی خطا لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔

(۹)

سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ کسی دن فرماتے کہ آج کی رات رکوع کرنے کی ہے پس تمام رات رکوع میں گزار دیتے۔ پھر کہتے کہ آج کی رات سجدہ کی ہے تمام رات ایک سجدے میں گزار دیتے جب عتبہ غلام تائب ہوئے تو کھانے پینے کی ذرا بھی پروانہ کرتے تھے ان کی ماں نے ایک مرتبہ ان سے کہا اپنے نفس پر رحم کرو۔ کچھ راحت بھی لے لو عرض کی اس پر رحم کرنے ہی کے لیے یہ سب کچھ کر رہا ہوں تھوڑے دن کی مشقت ہے پھر ہمیشہ ہمیشہ راحت ہی راحت ہے۔

انتباہ:

اس سے وہ حضرات عبرت لیں جو اویسی کہلا کر نماز فرائض ادا نہیں کرتے اور عیاشی کا یہ حال ہے کہ شیطان بھی پناہ مانگتا ہے۔

حضرت ربیع کہتے ہیں کہ میں حضرت اویس قرنی کے پاس آیا۔ وہ صبح کی نماز پڑھ کر تسبیح پڑھنے میں مشغول ہو گئے تھے مجھے خیال ہوا کہ اس وقت ان کا حرج ہوگا میں فراغت کے انتظار میں بیٹھ گیا وہ اسی حال میں بیٹھے پڑھتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ وہ ظہر کی نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور عصر تک نماز پڑھتے رہے پھر عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اسی جگہ مغرب تک بیٹھے رہے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی، عشاء کی نماز پڑھی پھر صبح تک وہیں جمے رہے۔

دوسرے دن صبح کی نماز کے بعد بیٹھے تھے اسی حال میں کچھ غنودگی سی آ گئی۔ چونک کر کہنے لگے یا اللہ ایسی آنکھ سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں جو بار بار سوتی ہو۔ اور ایسے پیٹ سے پناہ مانگتا

ہوں جو بھرتا ہی نہ ہو۔ میں یہ سب حالت دیکھ کر وہاں سے یہ کہہ کر چلا آیا کہ مجھے تو عبرت کے لیے یہی کافی ہے جو میں نے دیکھ لیا۔

(۱۰)

احمد بن حرب کہتے ہیں تعجب تو اس شخص پر ہے جس کو یہ معلوم ہے کہ آسمان پر اس کے لیے جنت کو آراستہ کیا جا رہا ہے اور اس کے نیچے جہنم بھڑکائی جا رہی ہے۔ ان دونوں کے درمیان اس کو کیسے نیند آتی ہے۔

(۱۱)

حافظ الحدیث حضرت ابوالحسن علی بن ابراہیم ۲۵۴ھ میں پیدا ہوئے بہت بڑے محدث تھے زہد اور عبادت میں بڑا مقام رکھتے تھے تیس برس متواتر روزہ رکھتے رہے۔ خشک روٹی اور نمک کے ساتھ سحری اور افطاری کرتے تھے ایک لاکھ حدیث انہیں یاد تھیں۔ ۳۴۵ھ میں وفات پائی۔

(۱۲)

ابوالقاسم بن علی بن حسن ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ دمشقیؒ، شافعی ۴۹۹ھ میں پیدا ہوئے تیرہ سو محدثین سے علم حاصل کیا۔ ان کے سلسلہ اساتذہ میں اسی یا پچاسی عورتیں تھیں۔ ان سے بھی انہوں نے علم حاصل کیا۔ عبادت میں بھی ان کا مقام بہت بلند تھا۔ روزانہ رات کو ایک ختم قرآن کریم کیا کرتے تھے۔

رمضان المبارک میں ساٹھ ختم کرتے تھے۔ نوافل بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے چالیس برس تک متواتر اسی طرح نوافل و تلاوت کے پابند رہے۔ چالیس برس میں جماعت کے اتنے پابند تھے کہ ہمیشہ پہلی صف میں دائیں طرف رہتے۔ رمضان شریف کے علاوہ ذوالحجہ کے نو دن بھی اعتکاف میں رہتے تھے اظہار حق میں نہایت بے خوف اور نہایت بے انتہاء دلیر تھے والدہ صاحبہ کے بے انتہاء فرماں بردار تھے ان کی اجازت کے بغیر کہیں سفر نہیں فرمایا کرتے تھے ۵۷۱ھ میں وفات پائی۔

(تذکرہ، ص/۱۲۳، ج۴)

حافظ الحدیث شیخ صوفیائے کرام حضرت محمد بن داؤد نیشاپوری ۳۴۲ھ میں وفات پائی، بہت بڑے عابد و زاہد تھے قحط کے دنوں میں صبر اور بردباری میں دن گزارے۔ ایک موقع پر چالیس دنمیں صرف ایک روٹی کھائی فرماتے ہیں کہ جب مجھے بھوک پریشان کرتی تھی تو میں سورہ یسین پڑھ کر وقت گزار لیتا تھا۔

(ص/۱۱۰، ج۳)

حافظ الحدیث حضرت ابو احمد حسین بن علی نیشاپوری اپنے زمانے میں بہت محدث تھے تیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی ہر رات سات پارے قرآن کریم کے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ربیع الآخر ۳۷۵ھ میں وفات پائی۔

منصور رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ چالیس برس روزہ دار رہے اور تمام شب گریہ زاری کرتے رہتے تھے۔ (الصبر)

واصل رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت واصل رحمۃ اللہ علیہ ہر شب ایک ختم قرآن پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد طیاسی)

محمد بن عبدالرحمٰن:

آپ شب بھر نماز پڑھتے رہتے تھے۔

حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ:

ہمیشہ روزہ رکھتے سفر یا حضر۔ ہر شب کو ایک ختم قرآن پڑھتے۔ (اعلام الاخیار)

فائدہ:

ایسے بزرگوں کے حالات کتب ذیل میں مرقوم ہیں۔ عبر و سیر النبلاء، مرۃ الجنان، وارشاد یافعی، تہذیب الاسماء، حلیۃ الاولیاء، کتاب الانساب وغیرہ۔

عیسائی مسلمان ہو گیا:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہزار کتابیں تصانیف فرمائی۔ ایک عیسائی پادری نے اپنے اسلام کی وجہ یہ بیان کی کہ جب چھوٹا محمد اس قدر باکمال ہے تو بڑے محمد (ﷺ) کی کتنی عظیم شان ہوگی۔

دیگر عبادات

یہ کثرت صرف ختم قرآن سے نہیں۔ ہر طرح کی عبادت کا یہی حال ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

۴۵ برس تک ایک بار وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھنے والے تھے۔ اور بقول ابراہیم بغدادی وغیرہ۔ ہر ماہ میں تیس بار قرآن عزیز ختم فرمالیا کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور بقول حفص بن سلام ہر رات چار سو رکعت نفل پڑھ لیا کرتے تھے۔ آپ کو اپنے زمانہ کے علماء کو راسخین نے وتد کا لقب بھی دیا تھا جس کے معنی میخ ہیں۔ آپ دین کا ستون تھے اور اسی طرح آپ رات کو با قاعدہ قیام فرمایا کرتے تھے گویا کہ آپ میخ تھے۔ بقول یحیٰی بن آدم وغیرہ۔ آپ نے ۵۵ حج کیے تھے اسی طرح کثیر القیام ہونا بھی امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے۔

فائدہ:

اکثر علماء کرام صائم الدہر تھے علامہ برہان الدین مرغینانی نے ھدایہ کتاب تحریر فرماتے وقت ۱۳ سال تک برابر روزہ رکھا۔ سوائے ایام منہیہ (ممنوعہ) کے صائم رہتے تھے اب بھی کئی حضرات ایسے ہیں جو صائم الدہر ہیں۔

حفظ الحدیث:

محدث بصرہ ابو قلاب المتولد ۲۹۰ھ مصنف ابن ابی شیبہ کے استاد کو ساٹھ ہزار احادیث ان کو زبانی یاد تھیں دن رات میں چار سو نوافل ادا کیا کرتے تھے ۲۷۶ھ میں وفات پائی۔

(تذکرہ ص ر۱۴۳ جلد ۲)

حضرت ابو قلابہ کی والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ ان کے ہاں ہدہد کی ولادت ہوئی اس خواب کی تعبیر معبرین نے یہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا فرزند عطا فرمائے گا جو بہت کثرت سے عبادت کرے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے دولاکھ حدیث صحیح اور دولاکھ احادیث غیر صحیح یاد ہیں۔

فاہدہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا حفظ الحدیث مشہور زمانہ ہے۔

سیدنا سجاد رضی اللہ عنہ:

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جن کا لقب سجاد اس لیے ہے کہ وہ روزانہ ایک ہزار ایک بار سجدہ فرمایا کرتے تھے یعنی پانچ سو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ حالانکہ عام مسلمان کی روزانہ پانچ وقت کی نماز ۳۲ رکعت ہے یعنی امام زین العابدین ۴۶۸ رکعت روزانہ نفل پڑھا کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چار سو رکعت پڑھا کرتے تھے آج بھی بحمدہ تعالیٰ ایسے سعادت مند ہیں کہ وہ دوسو، تین سو، چار سو، بلکہ اس سے بھی زیادہ نفل ادا کرتے ہیں۔

انتباہ:

اکثر ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے یہ رکعت ہر نفل کی نہیں بلکہ اکثر اوقات نوافل کی ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا کرتے تھے۔ بحمدہ تعالیٰ آج بھی ایسے حفاظ کرام موجود ہیں کہ جو رمضان المبارک کی تراویح کی ایک رکعت میں پورا قرآن عزیز پڑھ کر باقی رکعات میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہیں۔

صابری صاحب نے دونوں جملوں کو ایک بنالیا ہے حالانکہ اکثر رکعت اور ہر رکعت میں کافی فرق ہے۔

فاہدہ:

یہ کہانی نہیں، نہ ہی افسانوی تخیل ہے یہ حقیقی ہے اور ایسے علماء کرام، حفاظ عظام اور

اولیاء امت کی فہرست بڑی طویل ہے جنہوں نے روزانہ رات میں یا دن میں پورا قرآن عزیز پڑھ لیا ہے۔ مثلاً۔

حضرت وکیع:

محدث عراق وکیع بن جراح ۱۹۷ھ رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور ہر رات پورا قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔

حضرت یحییٰ:

یحییٰ بن زکریا حافظ الحدیث صاحب مسند ۱۸۴ھ بیس برس تک روزانہ ایک ختم قرآن عزیز کرتے تھے جن کے بارے میں امام نسائی نے فرمایاہ ثقہ، ثبت۔

امام یحییٰ:

یحییٰ بن سعید القطان ۱۹۸ھ ہر رات قرآن عزیز کا ایک ختم کرلیا کرتے تھے اور ان کا یہ عمل بیس برس تک برابر رہا۔

امام قزوینی:

احمد بن اسماعیل قزوینی ۵۹۰ھ بھی اپنی عمر کے آخری دور میں ہر رات قرآن عزیز ختم کرلیا کرتے تھے۔

علامہ گجرات:

یحییٰ جعفر بن جلال گجراتی ۱۰۸۵ھ پورا قرآن عزیز صرف ۵۴ ساعات میں تحریر فرمالیا کرتے تھے طحطاوی میں مسعر بن کرام سے مندرجہ ذیل روایت موردو ہے۔

حکایت:

میں ایک رات مسجد میں گیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے جس میں بآواز بلند قرآن عزیز کی تلاوت کررہا ہے مجھے اس کا پڑھنا بہت پسند آیا تو میں سننے کے لیے بیٹھ گیا جب اس نے قرآن عزیز کا ساتواں حصہ پڑھ لیا تو میں سمجھا کہ اب رکوع میں چلا جائے گا مگر اس نے رکوع

نہیں کیا۔ مگر پھر بھی رکوع نہ کیا اور قرآن کے تہائی حصہ تک پڑھ لیا مگر پھر بھی رکوع نہ کیا حتی کہ آدھا قرآن عزیز پڑھ لیا اپنی قرات کو جاری رکھا جب تمام قرآن عزیز مکمل کر لیا تو رکوع میں گیا جب دوسری رکعت مختصر کر کے نماز سے فارغ ہوا تو میں اس کے قریب ہوا تو دیکھا وہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تھے۔

فائدہ:

یہ تو علماء کرام متقدمین کا حال ہے اس زمانہ میں بھی ایسے حفاظ کرام موجود ہیں جو روزانہ ایک اور گاہ بگاہ دو ختم قرآن کریم کے کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ:

حلیۃ الاولیاء ابی نعیم میں ہے کہ احمد بن حنبل کے بیٹے فرماتے ہیں کہ میرے والد ہر رات تین سو رکعت نفل پڑھتے اور دن کو بھی تین سو نفل کل چھ سو رکعات روزانہ پڑھتے تھے۔

ابوالعباس بن عطار رحمۃ اللہ:

آپ ہر روز ایک ختم قرآن اور ان کے علاوہ ہر ماہ تین ختم قرآن مجید کرتے۔ (حلیہ)

ابن ادہم:

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم کے پاس گیا۔ وہ عشاء کی نماز کے بعد اپنی عبا میں لپٹ کر ایک کروٹ لیٹے اور صبح تک اسی طرح لیٹے رہے نہ حرکت کی نہ کروٹ بدلی۔ صبح کو اٹھ کر بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی میں نے ان سے کہا:

اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر رحم کرے ساری رات لیٹے سوتے رہے اور بغیر وضو ہی نماز پڑھ لی۔

فرمانے لگے کہ میں ساری رات بھی جنت کے باغوں میں دوڑتا تھا کبھی جہنم کی گھاٹیوں میں۔ ایسی حالت میں نیند کہاں آسکتی تھی۔

حضرت ابوبکر بن عیاش چالیس برس تک بسترہ پر نہیں لیٹے اور اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اس کھڑکی (کوٹھی) میں گناہ نہ کرنا میں نے اس میں بارہ ہزار قرآن پاک ختم کئے ہیں جب ان

کا انتقال ہونے لگا تو مکان کے ایک کونہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کونے میں، میں نے چوبیس ہزار قرآن ختم کیے۔

حضرت سمنون پانچ سو رکعت نفل روزانہ پڑھتے تھے علامہ زبیدی نے لکھا ہے کہ بغداد میں ایک شخص نے چالیس ہزار درہم فقراء پر تقسیم کیے سمنون فرمانے لگے ہمارے پاس درہم تو نہیں ہر درہم کے عوض ایک رکعت نفل پڑھتے ہیں یہ کہہ کر مدائن چلے گئے اور وہاں چالیس ہزار رکعات نوافل پڑھتے۔

ابو بکر معطوی فرماتے ہیں کہ جوانی میں میرا معمول تھا کہ روزانہ چالیس ہزار بار سورہ اخلاص پڑھتا تھا۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عامر بن امرالقیس کے ساتھ چار ماہ رہا۔ میں نے انہیں دن یا رات کو سوتے نہیں دیکھا۔

حضرت کہمس بن حسن ہر رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے۔ اور اپنے نفس کو خطاب کر کے کہتے اے ہر برائی کی جڑ (نماز کے لیے) کھڑا ہو جا جب ضعف بہت زیادہ ہو گیا تو روزانہ پانچ سو رکعتیں کر دی تھیں۔ اور اس پر رویا کرتے تھے کہ میرا آدھا عمل جاتا رہا۔

حضرت حناد بن سِدی کوفی جو اپنے زمانے کے عظیم الشان محدث تھے (امام المحد ثین حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ان کی علمی عملی عظمت و بلندی کے معترف تھے) عبادت میں بھی بہت بلند مقام تھا خوف الٰہی سے بہت زیادہ روتے رہتے تھے سورج نکلنے سے زوال تک اور ظہر سے عصر تک نوافل میں مشغول رہتے۔

عصر سے مغرب تک انتہائی سوز و گداز سے تلاوت قرآن مجید میں مصروف رہتے۔ ستر برس اسی طرح عبادت میں گزارے۔ رات کی عبادت میں کیا مقام ہوگا۔ صوبہ عراق میں زہد و تقوی عبادت میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ربیع الاول ۲۴۳ ھجری میں وفات پائی۔ کل عمر ۹۱ برس ہوئی۔

(تذکرہ الحفاظ، ص ۸۲ جلد ۲)

حافظ الحدیث ابو العباس محمد بن اسحاق نیشاپوری ۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے حضرت امام بخاری اور امام مسلم جیسے جلیل القدر محدثین نے ان سے منقول احادیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ایک بہت لمبی سیڑھی ہے میں نے اس پر چڑھنا شروع کر دیا ہے ۹۹ سیڑھیاں ختم کیں مجھے اس خوب کی تعبیر دی گئی کہ آپ ۹۹ برس کی عمر پائیں گے حُبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے مرتبہ کا اندازہ اس ایک عمل سے کیا جاسکتا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بارہ ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ثواب پہنچایا اور بارہ ہزار دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانیاں دیں۔ ربیع الآخر ۳۱۲ھ میں وفات پائی۔

(تذکرہ، ص ۷۰۷ جلد ۲)

حافظ الحدیث، امام المحدثین حضرت ابو محمد جعفر بن احمد نیشاپور میں امام الحدیث شمار کئے جاتے تھے رات کو اس طرح تقسیم کیا تھا ایک حصہ میں کتب حدیث تالیف کرتے تھے اور دوسرے حصہ میں نوافل اور ذکر اور ذکر الٰہی میں صرف ایک حصہ سوتے تھے عمر بھر یہی معمول رہا۔ صرف تین دن بیمار رہے۔ بیماری کے دنوں میں دن رات قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہتے تھے ۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

(ص ر ۳۴۵ رجلد ۲)

محمد بن مسیّب:

حافظ الحدیث زاہد اعظم حضرت ابو عبد اللہ محمد بن مسیب نیشاپوری جو اپنے زمانہ کے عظیم ترین محدث اور بہت بڑے عابد تھے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا یہ عالم تھا کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر فرماتے تو بے اختیار رو یا کرتے تھے ایک لاکھ احادیث ان کو یاد تھیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی دونوں آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔

(تذکرہ الحفاظ، ص ر ۱۱ رج ر ۳)

وکیع عراقی:

آپ بہت بڑے سخی تھے والدہ کی طرف سے میراث میں ایک لاکھ دینار حاصل ہوا وہ سب اللہ تعالیٰ کی راہ لوٹا دیا۔ آپ ہر رات ایک ختم قرآن مجید کرتے تھے شب بیدار تھے عراق کا عظیم امام ابوحنیفہ کے مقلد تھے۔ ولادت ۱۱۹ھ وفات ۱۹۷ھ حج کی واپسی کے بعد فوت ہوئے۔

ابن جریج رومی مکی:

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ولادت ۸۰ھ وفات ذوالحجہ ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ ۱۸ برس دینی علوم حاصل کرنے میں صرف کیے۔ صائم الدہر تھے۔ ان کی اہلیہ بھی بہت عبادت گزار اور سخی تھیں۔ معمولی سائل کو بھی ایک دینار عطا فرما دیا کرتی تھیں۔

امام اوزاعی:

ولادت ۸۸ھ میں ہوئی۔ بہت بڑے محدث وفقیہ تھے غریب گھرانہ کے چشم وچراغ تھے۔ یتیم ہو گئے تھے والدہ نے پرورش کی۔ ان کا وعظ بہت بڑا موثر تھا بلند اخلاق تھے راتوں میں کثرت سے نوافل پڑھتے اور تلاوت قرآن بکثرت کرتے۔ زیادہ روزہ رکھنے کی وجہ سے بینائی میں ضعف آ گیا تھا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں بے خوف اور لا طمع تھے۔ اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ......

عبداللہ بن علی خلیفہ سفاح عباسی کا چچا جب شام (ملک) میں پہنچ کر بنوامیہ کے قتل سے فارغ ہوا تو ایک دن اپنا دربار لگایا اور مسلح افواج اطراف واکناف میں کھڑی کر دیں۔ اور بڑا رعب وہیبت کا منظر بنا کر بیٹھا اور مجھے بلوا کر پوچھا کہ بنوامیہ کے قتل میں تیرا کیا خیال ہے؟

میں نے کہا آپ کے اور ان کے درمیان کچھ عہد وپیمان تھا مناسب تھا کہ وہ پورا ہوتا امیر یہ سن کر کچھ مشتعل ہوا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے امیر کی آواز میں موت کی بُو آنے لگی تھی لیکن میں نے بے خوف ہو کر کہا ان کا قتل تیرے لیے حرام تھا۔ میں نے ایک حدیث سنائی۔

فرماتے ہیں امیر سن کر سخت غضبناک ہوا۔ اور مجھے موت کا یقین ہو گیا۔ لیکن اس نے

مجھے دربار سے نکلوادیا۔ جب میں نکلا تو پیچھے ایک فوجی بھاگتا آیا میں نے سمجھا کہ شاید یہ میرے قتل کیلیے آیا ہے۔ میں نے دو رکعت نفل کی نیت کرلی اس کے پہنچنے تک میں نے سلام پھیرا تو اس نے امیر کی طرف سے ایک تھیلی دیناروں کی پیش کی میں نے گھر تک پہنچتے ہی اسے راہ خدا میں لٹا دیا۔ ان کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ میراث میں صرف ۱۵ یا ۲۰ دینار چھوڑے۔ صفر ۱۵۷ھ میں وفات پائی۔

حیات بن شریح مصری کا بھائی:

حیات متوکل علی اللہ اور بہت زیادہ سخی تھے ان کا بھائی ان کی خدمت کرتا تھا۔ رات کو زیادہ عبادت میں مشغول رہتے۔

مسعر بن کدام:

آپ بہت عبادت گزار تھے روزانہ پندرہ پارے پڑھ کر سوتے۔ ان کی پیشانی کثرت عبات سے مجروح ہوگئی تھی ۱۵۵ھ میں وفات پائی۔

محدث شیخ محمد بن عبدالرحمٰن بن ذئب:

آپ بڑے محدث تھے رات کو عبادت زیادہ اور آرام کم کرتے۔ پہلے صوم داؤدی کے پابند تھے پھر مستقل صائم الدہر ہوگئے۔ سردیوں، گرمیوں میں ایک لباس رہتا۔ خشک روٹی روغن زیتون کے ساتھ کھایا کرتے۔ جمعہ دن طلوع شمس ہی جامع مسجد میں تشریف لاتے اور عبادت میں مشغول رہتے۔ ۱۵۹ھ میں وفات پائی۔

شبہ بن الحاج بصری:

بڑے محدث تھے عمر بھر روزہ رکھتے رات کو کم سویا کرتے۔ کثرت صوم کی وجہ سے بدن کا چمڑا خشک ہوگیا۔ رکوع و سجود طویل کرتے، کہ دیکھنے والوں کو وہم ہوتا کہ شاید بھول گئے ہیں۔ بڑے سخی تھے ۷۵ برس کی عمر پا کر ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔

حماد بن سلمہ بصری:

بڑے محدث تھے ابدال میں شمار ہوتے۔ قرآن پاک کی تلاوت بکثرت فرماتے۔ ۸۰ برس کی عمر پا کر بحالت نماز ۱۶۷ھ میں وفات پائی۔

امام حسین کوفی:

اپنے زمانے کے بہت بڑے فقیہ تھے۔ یہ تین نفر تھے۔ ایک ان کی والدہ، ایک ان کے بھائی اور ایک یہ خود۔ تینوں نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا عبادت کے لیے۔ والدہ کا انتقال ہو گیا تو دونوں بھائیوں نے رات کو عبادت کے لیے نصف نصف کر لیا۔ پھر ان کے بھائی کا بھی انتقال ہو گیا۔ تو یہ خود ساری رات عبادت کرتے تھے خوف خدا سے اتنا روتے تھے کہ نیم بے ہوشی کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ عبادت اور زہد میں بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ ۱۶۷ھ میں وفات پائی۔

امام لیث بن سعد مصری:

بہت بڑے امام تھے انیس برس کی عمر میں پہلا حج کیا سخاوت کا یہ عالم تھا کہ سالانہ آمدنی اسی ہزار تھی لیکن اتنی وسعت کے باوجود کبھی زکوۃ فرض نہیں ہوئی۔ ایک بہت بڑے عالم کا مکان جل گیا۔ تو اسی وقت ان کو ایک ہزار دینار بھیجے۔

ایک عورت نے تھوڑا سا شہد مانگا تو اس کو ایک مٹکا دے دیا۔ امام لیث بن سعد ہر سال امام مالک کی خدمت میں ایک سو دینار بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو معلوم ہوا کہ امام پر پانچسو دینار قرض ہے اسی وقت قرض اتار دیا۔ لباس کے مسئلہ میں اس آیت پر بھی عمل پیرا تھے۔ قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده ۹۴ھ میں ولادت ہوئی جمعہ کی رات شعبان کی ۱۵ تاریخ کو ۸۱ سال کی عمر پا کر ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔

حافظ الحدیث بشر بن مفضل:

بہت بڑے عبّاد میں سے تھے سلسلہ نسب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک

پہنچتا ہے۔صوم داؤدی کے پابند تھے اور روزانہ چار سو رکعت نفل پڑھتے تھے۔

حضرت ہارون بہت بڑے محدث گزرے ہیں۔ستر ہزار حدیث اس طرح یاد تھی کہ فرمایا کرتے جو حدثیں مجھے یاد ہیں ان میں اگر کوئی ایک حرف کی کمی بیشی کر کے لائے تو میں فوراً اس کی اصلاح کردوں گا۔یہی محدث چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔چاشت کی ۱۶رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔شہر واسط میں ربیع الآخر ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔

حضرت منصور بن معتمر کوفی، حضرت سعید بن جبیر تابعی کے شاگرد خاص تھے۔چالیس سال متواتر روزے رکھے اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔کثرت گریہ سے آنکھیں سفید ہوگئی تھی۔۱۳۲ھ میں وفات پائی۔

حضرت داؤد بن ابی ہند بہت بڑے محدث تھے چالیس سال مسلسل روزے رکھے۔ ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔۵۰ھ میں ولادت اور ۱۴۰ھ میں وفات ہوئی۔حج سے واپس ہوتے ہی فوت ہوئے۔رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت سلیمان تیمی بصری رحمۃ اللہ علیہ چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ہر سجدہ ستر بار تسبیح کہا کرتے۔۹۷ برس عمر پائی بصرہ میں ان سے بڑھ کر اور کوئی عبادت گزار نہ تھا۔چالیس برس صوم داؤدی رکھے۔ہر گھنٹے میں کچھ نہ کچھ راہ خدا میں دیتے تھے۔ اگر کچھ نہ ہوتا دوگانہ پڑھ لیتے۔

عمر بھر عصر سے مغرب تک ذکر میں مشغول رہتے تھے۔ممنوعات شریعہ سے ہمیشہ دامن صاف رہا۔مرض الموت میں رو رہے تھے پوچھا گیا تو فرمایا ایک گناہ زندگی میں ہوا وہ یہ کہ تقدیر کے منکر کو سلام کا جواب دیا تھا۔۲۸۶ھ میں وفات ہوئی۔

انتباہ:

وہ تو صرف منکر تقدیر تھا آج تو پانی سر سے اوپر ہوگیا۔کہ خدا (جل جلالہ) رسول و (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نہ صرف منکرین بلکہ کھلے بندوں گالی بکتے ہیں۔تو ہمارے بھائی

مسلمان نہ صرف عوام بلکہ بڑے بڑے علامہ و پیران طریقت انہیں نہ صرف گلے لگاتے ہیں بلکہ انہیں اپنے تقدیر و تدبیر کا گویا کارساز سمجھ کر ہزاروں خوشامدوں سے پیش آتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ان حضرات کو قیامت میں کس طرح کی حاضری کا خیال ہے۔

حضرت ابوعون بہت بڑے محدث تھے عمر بھر صوم داؤدی کے پابند رہے۔ میدان جہاد میں زبردست مجاہد تھے ۱۵۱ھ میں وفات پائی۔

حضرت عمر بن دینار آپ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خاص شاگروں میں سے ہیں۔ زیادہ تر مسجد میں رہتے تھے بہتر مجاہد بھی تھے عبادت کے لیے رات کی تقسیم کر رکھی تھی۔ ایک حصہ میں حدیث شریف پڑھایا کرتے، ایک حصہ سویا کرتے، ایک حصہ عبادت کیا کرتے۔ ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت ابراہیم نخی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ تھے اور صراف تھے حجاج بن یوسف کی موت پر بہت خوش ہوئے۔ اور سجدہ شکر ادا کیا۔ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ ۹۵ھ میں وفات پائی۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ اللہ کی راہ میں شہادت کا درجہ پایا اور ان کی شہادت کا واقعہ اور حجاج بن یوسف کے سامنے بے مثال اظہار حق کا واقعہ مشہور ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشد تلامذہ میں ہیں۔

اللہ کے خوف سے اتنا زیادہ روتے تھے کہ آنکھیں سفید ہوگئی، تلاوت کا اتنا زیادہ شوق تھا کہ ہر رات میں پندرہ سپارے تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور آیت واتقوا یوماً ترجعون فیه الی الله، یعنی اس دن سے ڈرو جس دن کہ تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ کو رات کے وقت کثرت سے تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بیت اللہ کے اندر جب داخل ہوئے تو ایک ہی رکعت میں قرآن مجید ختم کر دیا۔

حضرت ابو رجاء عمران بن ملحان البصری جلیل القدر تابعی ہیں۔ نہایت کثرت کے ساتھ نمازیں اور بہت زیادہ قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں دس

دن کے اندر تراویح میں قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کا چالیس سال تک کا معمول کہ مغرب سے پہلے کھانا تناول فرما کر مغرب کے بعد نوافل اوابین سے فراغت پا کر تھوڑی دیر کے لیے آرام فرماتے تھے۔ وضو کر کے عشاء کی نماز ادا کر کے اسی وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔ اور تیس برس تک آپ نے مسلسل روزے رکھے۔

غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے بھی چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اور تیس، تیس برس متواتر روزے رکھے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔ بہت بڑے محدث اور اپنے شہر میں بہت بڑے عالم تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور روزہ کی حالت میں ہی وفات پائی۔ روزانہ ساڑھے سات پارے قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ عمر بھر تہجد کو ناغہ نہیں ہونے دیا۔ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے تھے ۹۴ھ میں وفات پائی۔

سعید بن المسیب جلیل القدر اور مشہور تابعی ہیں۔ ان کے پاس ایک ہزار روپیہ تھا۔ روغن زیتون کی تجارت کر کے گزر اوقات کرتے تھے۔ حکومت سے وظیفہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔ صائم الدہر اور قائم الیل تھے چالیس حج کیے ۹۱ھ یا ۹۴ھ میں وفات ہوئی۔

محدث بصرہ حضرت یزید بن زریع اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار تھے۔ ۸۱ برس کی عمر پا کر ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ تیس برس مسلسل عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ آپ کی ایک کرامت مشہور ہے کہ قحط کے ایام میں جب ان کا تذکرہ کیا جاتا تو بارش ہو جاتی تھی۔ جہاد بالنفس کا یہ عالم تھا کہ سردیوں میں مکان کی چھت پر اور گرمیوں میں مکان کے اندر عبادت کرتے تھے۔ کثرت سجود سے پیشانی زخمی ہو چکی تھی۔ ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔

حافظ الحدیث امام العصر حضرت خالد بن عبداللہ واسطی اپنے زمانے میں علم حدیث

کے بہت بڑے ماہر تھے۔ امر بالمعروف میں ان کا امتیازی مقام تھا۔ سخاوت کا یہ عالم تھا کہ چار دفعہ اپنے آپ کو چاندی سے تول کر اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ جمادی الاول ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔

حضرت امام ابو بکر کرامائی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے میں بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کی بہن رونے لگی فرمایا کیوں روتی ہے؟ میں بفضل اللہ تعالیٰ اس مکان میں (جس میں وفات ہوئی) اٹھارہ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ تجارت، حج اور جہاد میں ان کی زندگی گزری۔ چار ماہ جہاد اور چار ماہ تعلیمی سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر محدث ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔

حدیث میں ان کو امیر المومنین کا لقب دیا گیا۔ عبادت میں امام العابدین تھے چار ہزار مشائخ سے علم حاصل کیا۔ ایک دفعہ ان کے والد نے ان کے حافظے کا امتحان لینے کی غرض سے کہا کہ عبداللہ اگر تیرے سارے کتب خانے کو جلا دوں تو تیرے پاس کیا رہ جائے گا؟

فرمایا! الحمد للہ یہ سب کچھ میرے سینے میں محفوظ ہے۔ کتب خانے کے جل جانے سے کچھ بھی ضائع نہیں ہوگا۔

فائدہ:

الغرض زہد و تقویٰ، شجاعت و بہادری، خوش بیانی و شب زندہ داری میں بے مثل و بے مثال تھے۔ اپنے زمانے میں جمعت فیہ جمیع خصال الخیر، سراج الامت امام اعظم کے بلند پایہ شاگردوں میں سے تھے ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔

(ص ۲۵۹ جلد)

تتمہ

کثرت عبادت سے ہر طرح کی عبادت مراد ہے کہ جس میں رضائے الٰہی مقصود ہو۔ وہ صرف نوافل یا تلاوت قرآن سے مخصوص نہیں اور بحمدہ تعالٰے ہر طرح کی عبادت یعنی اسلام کے ہر شعبے میں کثرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین وتبع تابعین اور آئمہ مجتہدین اور اسلاف صالحین رحمہم اللہ سے ثابت ہے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا حجرہ مبارک مبلغ ایک لاکھ روپیہ لے کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر فروخت کر دیا اور یہ رقم ایک ہی دن میں غروب آفتاب سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دی۔ آپ کی وفات ۵۸ھ میں ہوئی۔

(ص ۲۷/۲۸۔ جلد ۱)

نوٹ: یہ حجرہ وہی ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار پرانوار اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا امیر عمر رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس حجرہ کو خرید کر اسی طرح وقف رہنے دیا۔

ایک موقعہ پر حضرت ام المومنین سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے ایک ہی دن میں ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ تقسیم فرما دیا۔ افطاری کے وقت خادمہ سے فرمایا۔ کوئی چیز لاؤ روزہ کھول لیں؟ خادمہ نے خشک روٹی اور روغن زیتون پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ کاش چار آنے رکھ لیے ہوتے اور گوشت منگوا کر روزہ افطار کر لیتے۔ حضرت عائشہ رضہ اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ مجھے تو خیال ہی نہیں آیا۔ اگر اس سے قبل کہتی تو میں اس سے کچھ رکھ لیتی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک جن کو قتل کر دیا۔ پھر انہیں خواب میں کہا گیا کہ خدا کی قسم آپ رضی اللہ عنہا نے تو مسلمان جن کو قتل کر دیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب ہی میں جواب دیا کہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کیوں

آتا۔ کہا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت آیا تھا جب کہ آپ رضی اللہ عنہا نے کپڑے پہن رکھے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس خواب سے گھبراہٹ کے ساتھ بیدار ہوئیں اور احتیاطاً ۱۲ ہزار روپیہ فی سبیل اللہ بطور خون بہا کے مصارف خیر میں خرچ کر دیا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ:

ابو الدرداء، عویمر انصاری رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ کے رہنے والوں میں سے تھے۔ تجارتی کاروبار کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور میں نے اسلام قبول کیا تو میرا تجارتی کاروبار نہایت وسیع پیمانے پر تھا۔ میں نے بے حد کوشش کی کہ تجارت اور عبادت دونوں کا سلسلہ چلتا رہے۔ لیکن تجارت کے ساتھ عبادت کا سلسلہ قائم نہ رہ سکا۔ تو میں نے تجارت کو چھوڑ کر عبادت کو پسند کر لیا۔

خدا کی قسم میرا دل پسند نہیں کرتا تھا کہ میری دکان مسجد کے دروازے پر ہو۔ اور جماعت کے زائل ہونے کا احتمال بھی نہ ہو۔ اور ایک لاکھ کی روزانہ آمدنی ہو اور عبادت کے ساتھ جمع کروں۔ بلکہ میں اتنی کھلی تجارت کے مقابلہ میں عبادت کو ہی پسند کرتا ہوں۔

کسی نے کہا کہ آپ تجارت سے اتنا گریز کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا، قیامت کے دن اللہ کے ہاں حساب کے خطرے کی وجہ سے، میں فقر کو پسند کرتا ہوں۔ تا کہ احکام کی پابندی کر سکوں۔ اور بیماری کو پسند کرتا ہوں تا کہ گناہ جھڑتے رہیں۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ قرآن مجید کے حافظ اور قاری تھے ۳۲ھ میں وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ عزت اور شوکت بخشی تھی کہ ان کی مجلس شاہی دربار کی طرح علم حاصل کرنے والوں سے بارونق رہتی تھی۔

کثرت ذکر الٰہی:

محدث اعظم حضرت داؤد بن ابی ہند بصری علم حدیث میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔

چالیس برس مسلسل روزے رکھے، ذکر الٰہی کا یہ حال تھا کہ ہر وقت زبان ذکر الٰہی سے تازہ رہتی تھی۔ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے گھر سے دکان تک آنے جانے میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ۵۰ھ میں ولادت اور ۱۴۰ھ میں وفات ہوئی۔ حج سے واپسی پر گھر پہنچتے ہی جان بحق ہو گئے۔

(ص ۱۲۹/ جلد اول)

کثرت عبادت:

حافظ الحدیث حضرت سلیمان تیمی بصری چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے رہے۔ ہر سجدہ میں ستر دفعہ تسبیح کہا کرتے تھے۔ ۹۷ برس عمر پائی۔ بصرہ میں عبادت میں سے سب سے زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ چالیس برس صوم داؤدی کے پابند رہے۔ ہر گھنٹے میں کچھ نہ کچھ فی سبیل اللہ دیا کرتے تھے۔

کثرت عبادت:

حافظ الحدیث حضرت عمرو بن دینار ۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ زیادہ تر مسجد میں ہی رہتے تھے۔ میدان جنگ میں بہترین مجاہدوں میں سے تھے۔ رات کی تقسیم اس طرح ہوتی تھی کہ ایک حصہ حدیث شریف پڑھایا کرتے تھے اور ایک حصہ سویا کرتے تھے۔ اور تیسرے حصے میں عبادت کیا کرتے تھے۔

(ص ۱۰۶/ جلد اول)

۱۲۵ھ میں وفات ہوئی۔

کثرت صلوٰۃ:

شیخ المحدثین حضرت امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں ممتاز ترین محدثین میں سے تھے۔ ۵۶ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، چوبیس گھنٹے میں ایک سو پچاس رکعت نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔

(ص ۱۱۷ر جلد اول)

حضرت ثابت بن اسلم البنانی جلیل القدر تابعی ہیں۔ اپنے زمانہ میں بلند پایہ محدث و فقیہ تھے۔ عبادت میں یہ مقام تھا کہ روزانہ قرآن کریم کا ایک ختم فرماتے تھے۔ بارہ مہینے روزہ رکھا کرتے تھے کثرت گریہ سے بینائی برائے نام باقی رہ گئی تھی۔ اسی برس کی عمر پا کر ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔

(ص ۱۱۸ر جلد اول)

شیخ المحدثین حضرت صفوان بن سلیم جلیل القدر فقیہ تھے تیس برس مسلسل عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ ان کی یہ کرامت مشہور ہے کہ قحط کے دنوں میں جب ان کا تذکرہ کیا جاتا تھا تو باران رحمت نازل ہوتی تھی۔ ریاضت اور جہاد بالنفس کا یہ عالم تھا کہ غفلت و سستی کا علاج کرتے ہوئے سردیوں میں مکان کی چھت پر اور گرمیوں میں مکان کے اندر عبادت کیا کرتے تھے۔ کثرت سجود کے باعث پیشانی شدید زخمی ہو چکی تھی ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔

(ص ۱۳۶ر جلد اول)

حجۃ الاسلام حافظ الحدیث حضرت منصور بن معتمر کوفی، شہید فی سبیل اللہ حضرت سعید بن جبیر کے خاص شاگرد تھے چالیس سال متواتر روزے رکھے اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرمائی بہت زیادہ رونے سے آنکھیں سفید ہو گئیں تھی۔ ۱۳۲ھ میں وفات پائی۔

(ص ۱۳۴ر جلد اول)

خواتین عبات گذار

مرد حضرات تو عبادت کا ہر شعبہ آسانی سے ادا کرسکتا ہے۔لیکن خواتین کے لئے بظاہر ہر شعبہ مشکل ہے لیکن الحمد اللہ خواتین میں بعض ایسی باہمت بیبیاں گذری ہیں جو بظاہر بعض مردوں سے بازی لے گئیں۔اسی لیے ارادہ ہوا کہ اس باب میں ان خواتین کا ذکر خیر ہوجائے جو کثرت عبادت میں ضرب المثل ہیں۔تبرک کے طور پر چند خواتین کا ذکر مبارک پڑھتے ہیں۔

والدہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما:

آپ کی والدہ رضی اللہ عنہا ہر نماز میں چھ پارے تلاوت فرمایا کرتیں، گویا پانچ نمازوں میں قرآن مجید ختم ہوجاتا۔خود امام اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ رمضان المبارک میں ایک ختم روزانہ دن کو اور ایک ختم رات کو۔اور ایک ختم تراویح میں۔یعنی کل ۶۱ ختم ہوئے۔اس طرح آپ کا چالیس سال تک معمول رہا۔چالیس سال نماز عشاء سے تا صبح بیدار رہتے۔اور تیس سال مسلسل روزے رکھے۔تفصیل گذری ہے۔

فائدہ:

فتاوی سرہند میں ہے آپ کی والدہ گرامی کا نام سیدہ خدیجہ ہے لکھا ہے کہ سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیران پیر دستگیر سیدنا محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ماں رضی اللہ عنہا:

دریائے دجلہ کے کنارے ابو صالح موسیٰ جنگی روزے کی حالت مین چلے جارہے تھے کھانا کھائے ہوئے تین دن گزر چکے تھے۔کھانے کی کوئی ایسی اشیاء موجود نہ تھی کہ جس سے روزہ

افطار کر کے بھوک کی شدت کو دور کیا جا سکے۔ عین افطار کے وقت ایک سیب پانی میں بہتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ آپ نے اس سیب کو ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیا اور اس سے روزہ افطار کیا۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد اچانک خیال آیا کہ سیب مالک کی اجازت کے بغیر کھا لیا غضب ہو گیا۔

روز محشر اگر مالک نے سیب طلب کیا تو کہاں سے دوں گا۔ یہ سوچ کر بے قرار ہو گئے فوراً فیصلہ کیا کیوں نہ اس کے مالک کو تلاش کر کے معافی طلب کر لی جائے چنانچہ یہ دریا کی مخالف سمت میں چل دیئے اور کئی دنوں کی مسافت کے بعد وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں دریا کسی باغ سے گزر رہا تھا اور دریا کے کنارے سیب کے بڑے بڑے درخت، لگے ہوئے تھے جن پر بے شمار سیب لٹک رہے تھے آپ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ سیب انہیں درختوں میں سے کسی ایک درخت سے دریا میں گرا ہے۔

لہذا آپ باغ کے مالک کے پاس معافی کی طلب کی غرض سے باغ میں داخل ہوئے۔ یہ باغ وقت کے ولی حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ جو صاحب کرامت بزرگ تھے وہ نوجوان حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس معافی مانگنے پہنچ گئے۔ اور عرض کرنے لگے حضور میں نے آپ کے باغ کا سیب جو کہ دریا میں بہتا چلا جا رہا تھا۔ آپ کی اجازت کے بغیر کھا لیا ہے میں اپنی اس غلطی پر بہت شرمسار ہوں۔ برائے کرم میری اس غلطی کو معاف فرما دیں تاکہ بروز قیامت بارگاہ خداوندی میں مواخذہ نہ ہو۔

حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نظر اور صاحب کرامت بزرگ تھے آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ نوجوان کوئی غیر معمولی ہستی کا مالک ہے کیوں نہ اسے اپنے پاس رکھ کر قرب الٰہی کی منازل طے کرائی جائیں اور انہیں کسی طرح نکلنے نہ دیا جائے۔ فرمایا اے نوجوان تو نے میری اجازت کے بغیر سیب کھا کر یقیناً غلطی کی ہے۔ اگر تو معافی چاہتا ہے تو دو سال تک میرے باغ کی رکھوالی کر پھر کہیں سوچوں گا کہ تیری اس غلطی کو معاف کیا جائے یا کہ نہیں۔

چنانچہ اس نوجوان نے یہ شرط منظور کر لی اور مسلسل دو سال تک خدمت میں گذار کر پھر حاضر خدمت ہوئے عرض کی حضور دو سال بیت چکے ہیں۔ خدارا میری اس غلطی کو معاف

فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ابھی دو سال اور اس باغ کو سیراب کرو۔ اس کے بعد سوچوں گا کہ تمہاری غلطی معاف کی جائے یا کہ نہیں۔ وہ نوجوان کام میں مشغول ہو گیا۔ انتہائی محنت اور دیانت داری سے باغ کو پانی دیا کرتے۔ دن بھر روزہ رکھتے اور رات کا کثیر حصہ عبادت میں بسر کرتے۔

روایت میں آتا ہے کہ محمد ابو صالح جنگی نے بارہ سال تک اس باغ کی رکھوالی کی۔ آخر کار حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے آخری شرط یہ رکھی کہ اے نوجوان بے شک تم آزمائش کی کسوٹی پر پورے اترے ہو مگر ابھی ایک خدمت اور باقی ہے۔

وہ یہ ہے کہ میری بیٹی سے شادی کرنا ہوگی۔ جو کہ بہت عیب دار ہے آنکھوں سے اندھی ہے کانوں سے بہری ہے پاؤں سے لنگڑی اور زبان سے گونگی ہے۔ کیا تمہیں میری یہ آخری شرط منظور ہے؟ نوجوان محمد ابو صالح عرض کرنے لگے حضور اگر آپ کی مرضی اسی میں ہے تو بھلا میں کیا اعتراض کر سکتا ہوں۔ مجھے آپ کی یہ شرط منظور ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کا نکاح اس نوجوان سے کر دیا۔ جب وہ نوجوان پہلی رات اپنی رفیقہ حیات کے پاس گیا اور انہوں نے اپنی بیوی پر نظر ڈالی تو یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ گویا وہ کوئی پرستان کی پری ہے۔ حسن و جمال کا ایسا پیکر ہے کہ جسے دیکھ کر جنت کی حوریں بھی فخر کریں۔ گویا چودھویں کا چمکتا ہوا ایک چاند ہے۔ جس میں کسی قسم کا ظاہری عیب نہیں۔ انتہائی حسین آنکھیں، انتہائی دلکش آواز، آپ فوراً حضرت صومعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

عرض کرنے لگے حضور! آپ نے تو فرمایا تھا کہ آپ کی بیٹی کافی عیب دار ہے۔ لیکن میں نے دیکھا وہ تو آنکھیں بھی رکھتی ہے، زبان سے بولتی بھی ہے کانوں سے سنتی بھی ہے اور پاؤں سے چلتی بھی ہے۔ آخر ایسا کیوں؟

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ماں کے اوصاف:

حضرت صومعی نے فرمایا! ابو صالح میں نے اپنی بیٹی میں جو عیب بتائے تھے۔ وہ بالکل

درست ہیں۔ میری بیٹی آنکھوں سے اندھی اس لیے ہے کہ آج تک اس نے اپنے باپ کے علاوہ کسی غیر مرد کو نہیں دیکھا۔ کانوں سے بہری اس لیے ہے کہ اس نے قرآن وحدیث کے علاوہ کوئی دوسرا غیر ضروری جملہ نہیں سنا۔ زبان سے گونگی اس لیے کہ آج تک آیات قرآنی یا احادیث نبوی کے علاوہ کوئی دوسری غیر شرعی بات نہیں کی۔ اور پاؤں سے لنگڑی اس لیے کہ آج تک اپنے باپ کی دہلیز چھوڑ کر باہر نہیں نکلی۔ یہیں وجہ ہے کہ میری بیٹی آنکھوں سے اندھی، پاؤں سے لنگڑی، زبان سے گونگی اور کانوں سے بہری ہے۔

اللہ اکبر! کیا شان تھی ہمارے اسلاف کی، زہد وتقوی، پرہیزگاری وعبادات میں جہاں حضرت صالح موسیٰ جنگی دوست یکتائے زمانہ تھے اس طرح آپ کی رفیقہ حیات حضرت فاطمہ بنت عبداللہ صومعی بھی علم وعمل، شرم وحیا کی پیکر تھیں۔ پھر کیوں نہ ان کے بطن اقدس سے حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ جیسے کامل ترین شخصیت پیدا ہوں۔

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ کی ماں رحمہما اللہ:

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پانچ سال کے تھے کہ باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ ماجدہ نے جو اپنے وقت کی ایک بڑی صالح اور باخدا خاتون تھیں۔ اس درِ یتیم کی پرورش اور دینی اخلاقی تربیت کا مردان ہمت اور پدرانہ شفقت کے ساتھ اہتمام کیا۔ جب دستار بندی کا وقت آیا۔ تو والدہ ماجدہ سے آکر کہا کہ استاد نے دستار بندی کا حکم فرمایا ہے میں دستار کہاں سے لاؤں؟

والدہ ماجدہ نے کہا بیٹا خاطر جمع رکھو میں اس کی تدبیر کروں گی۔ چنانچہ روئی خرید کر کتوایا اور بہت جلد عمامہ تیار کر کے دیا۔ والدہ صاحبہ نے اس تقریب میں علماء وقت کی دعوت کی۔

حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ والدہ صاحبہ کا معمول تھا کہ جس روز ہمارے گھر کچھ پکانے کو نہ ہوتا تو فرماتیں کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں۔ مجھے یہ سن کر بڑا ذوق آتا۔ ایک دن کوئی خدا کا بندہ ایک تنکہ غلہ گھر میں دے گیا۔ چند دن متواتر اس سے روٹی ملتی رہی۔ میں تنگ آگیا اور

اس آرزو میں رہا کہ والدہ صاحبہ کب یہ فرمائیں گی کہ آج ہم سب خدا کے مہمان ہیں۔آخر وہ غلہ ختم ہوا اور والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ آج ہم خدا کے مہمان ہیں۔

یہ سن کر ایسا ذوق اور سرور حاصل ہوا کہ زبان سے بیان نہیں ہوسکتا۔ایک روز خواجہ صاحب نے والدہ کی قدم بوسی کی اور نئے چاند کی مبارک باد معمول کے مطابق پیش کی۔فرمایا کہ آئندے مہینہ کے چاند کے موقع پر کس کی قدم بوسی کروگے؟

''میں سمجھ گیا کہ انتقال کا وقت قریب آگیا''

حضرت بی بی رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا:

آپ ساری رات نماز میں کھڑی رہتی بسا اوقات تا سحر ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرتیں۔عام حالات میں ایک رات میں ہزار، ہزار رکعات پڑھتی۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص ۴۱۱/۴۱۲)

مراتب:

اللہ کے قرب کی یہ برکت ہوئی کہ کعبہ استقبال کرتا تھا۔اسی خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ جس دن آپ حج کو روانہ ہوئیں۔تو ابھی راستہ میں تھیں کہ دیکھا کعبۃ اللہ استقبال کو آرہا ہے۔ مجھے بیت اللہ نہیں مجھے رب کعبہ چاہیے۔(ص ۴۱۳)

اسی سال حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ حج بیت اللہ کو گئے ہوئے تھے۔انہوں نے دیکھا کہ کعبہ معظمہ اپنے مقام پر نظر نہیں آرہا۔حالانکہ آپ گھر سے چلے تو ہر ہر قدم پر دو دو نفل نماز ادا کرتے گئے۔اس طرح چودہ سال کے بعد مکہ شریف پہنچے۔یہ عرصہ بلخ سے مکہ شریف کے سفر کا تھا۔کعبہ کو اپنے مقام پر نہ دیکھ کر کہا......

''یارب میری بینائی میں کمی آگئی ہے کہ بیت اللہ نظر نہیں آرہا۔ہاتف نے آواز دی کہ آپ کی نگاہ کی کوتاہی نہیں حقیقت یہ ہے کعبہ رابعہ کے استقبال کو گیا ہوا ہے''

تھوڑی دیر کے بعد حضرت رابعہ تشریف لائیں۔آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔اے

رابعہ یہ کیا دنیائے کرامت میں شور بپا کیا ہوا ہے کہ کعبہ کو استقبال کے لیے بلا رکھا ہے۔ حضرت رابعہ نے فرمایا آپ نے بھی تو کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی۔ کہ چودہ سال سے ایک ایک قدم پر نفل ادا کرتے آ رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی تمہارے استقبال کے لیے کعبہ نہیں آیا۔ اور میرے استقبال کو حاضر ہوا۔

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ تم چودہ سال اللہ تعالیٰ کی نماز میں رہے اور پھر اللہ کے گھر پہنچے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کی نیاز میں رہی۔ اس لیے کعبہ نے نیاز مندی سے میرا استقبال کیا۔

(خزینۃ الاصفیاء، ص ر۴۱۴)

انتباہ اویسی غفرلہ:

ایسی باتیں وہابیوں، دیوبندیوں اور ان کے ہمنوا فرقوں کو کفر نہیں آتی ہیں۔ حالانکہ یہ عین اسلام ہے۔ کیونکہ کعبہ معظمہ میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات ضرور ہیں۔ لیکن خصوصی تجلیات کے مراکز اولیاء اللہ کے قلوب ہیں۔ جیسے کہ حدیث قدسی شریف میں ہے کہ......۔

" لایسعتی عرش ولا کرسی ولا لوح ولا قلم ولکن یسعتی قلب المومن وھی عرش الله. (ابو دار النواور تھانوی) وغیرہ۔

جب اللہ قلوب اولیاء میں اپنی شان کے لائق جلوہ گر ہے تو پھر کعبۃ اللہ بزرگان خدا کی زیارت و استقبال بلکہ طواف نہ کرے گا تو کیا کرے گا؟ اسی موضوع پر فقیر کے دو رسالے ملاحظہ ہوں۔ القول الجلی ان کعبۃ تذھب الی زیارت الولی۔ اور طواف کعبہ گرد اولیاء۔

فائدہ:

اس میں جہاں حضرت رابعہ کی کثرت عبادت کا علم ہوا۔ وہاں حضرت ابراہیم بن ادہم کی عبادت کا کمال بھی معلوم ہوا۔

بی بی راستی ملتانی رحمہا اللہ:

آپ حضرت رکن عالم کی والدہ اور غوث العالم شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

کی بہو ہیں۔ بڑی عابدہ زاہدہ تھیں۔ اور راست گوئی میں یگانہ عصر تھیں۔ قرآن مجید کی حافظہ تھیں۔ ہر روز ایک قرآن مجید ختم کرتی تھیں۔ آپ کا وصال ۶۹۵ھ میں ہوا۔ مزار ملتان میں پاک دروازہ کے باہر ہے۔ جمعرات کو لوگ جوق در جوق فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوتے، لیکن مردوں کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔

(خزینۃ الاصفاء، ص/۴۲۹/۴۳۰)

بی بی اولیاء رحمہا اللہ تعالیٰ:

حضرت عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں لکھتے ہیں کہ آپ چالیس دن تک حجرے میں رہتی، اسی دوران اپنے ساتھ چالیس کھجوریں رکھ لیتی، چالیس دن مکمل ہوتے تو کھجوریں تمام کی تمام موجود ہوتیں۔

(خزینۃ الاصفاء، ص/۴۶۰)

نوٹ:

ایسی پاکباز خواتین شمار سے باہر ہیں۔ اوران کی بزرگی مسلم ہے اگر کثرت عبادت بدعت ہوتی تو ایسے اولیاء کاملہ خواتین عمل میں نہ ہوتیں۔ انہی حوالہ جات سے مخالفین مان لیں تو بہتر ہے اسی سے ان کا اپنا بھلا ہے ورنہ ان کے انکار سے دین کو کوئی نقصان نہیں۔ دوسری طرف خواتین اسلام کے لیے بھی درس عبرت ہے وہ بھی اگر ان خواتین کی پیروی کریں تو ان کے لیے مقام ولایت دو قدم ہیں۔

سوالات وجوابات

سوال...... دن رات میں آٹھ آٹھ یا اس سے بڑھ کر قرآن ختم کرنا اور روزانہ ہزار رکعت یا اس سے بڑھ کر نوافل پڑھنا بعید از قیاس ہے؟

جواب...... واقعی عوام کے لیے بعید از قیاس ہے۔ لیکن خواص کی کرامات ہیں۔ ان کے نفوس قدسیہ اور ان میں قوت ملکیہ ہوتی ہے۔ اور کرامات کے منکر معتزلہ تھے اب ان کی وارثت وہابیہ نے سنبھال رکھی ہے۔ سیدنا داوٗد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا تھوڑے وقت زبور پڑھ لینے کو وہابیہ مانتے ہیں۔ اور یہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ یونہی حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن ختم کر لیتے تھے۔

عقلی دلیل:

ایک انگریز نے مجھ پر یہ سوال کیا کہ یہ مسئلہ مجھے عقل کی روشنی میں سمجھایئے میں نے کہا کہ یہ حقیقۃ مسلمہ ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے اور یہ غیر اختیاری ذکر ہے۔ لیکن محبوبان خدا کے سامنے جملہ اشیاء تابع حکم ہو کر اختیاری عبادت کرتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جونہی رکاب میں قدم رکھتے تو گویا اپنے رونگٹے رونگٹے اور ہر ہر بال کو حکم فرما دیتے کہ تیس پاروں کو آپس میں تقسیم کرلو۔ اس طرح ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک قرآن ختم ہو جاتا۔

یہ ایسے ہے کہ اکیلا آدمی تیس پارے شب وروز بمشکل پڑھ سکتا ہے لیکن جب ہم اجتماعی طور پر (مثلاً قل خوانی وغیرہ) پڑھتے ہیں تو جلد ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال کثرت عبادات کا جواز

ثابت ہو ہی جاتا ہے۔اور بطور کرامت کے تسلیم کرلیا جائے تو مسئلہ اور زیادہ محقق ہو جاتا ہے۔کہ کرامت منجانب اللہ بندہ خاص کو نصیب ہوتی ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے اسے کثرت عبادت کی توفیق بخش کر کرامت سے نوازا جو اہلسنت کے دلائل میں سے ایک مضبوط دلیل بن گئی۔(ولکن الوھابیة قوم لا یعقلون)۔

سوال......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نہیں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام رات نماز پڑھی ہے، یا ایک رکعت میں تمام قرآن ختم کیا ہے، یا گیارہ رکعت سے زیادہ نماز پڑھی ہے تو یہ سب زیادتیاں عبادت مین بھلا شبہ بدعت ٹھہریں؟

جواب......حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی تمام شب کی بیداری اور عبادت ثابت ہے۔چنانچہ مسلم اور ابوداؤد وغیرہ میں مروی ہے عن عائشہ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ ادخل العشر الاواخر من رمضان حیی الیل والقیظ اھلہ وشد المنیر یعنی حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب اخیر عشر رمضان آتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو خود جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور تہمد مضبوط باندھ لیتے یعنی بیبیوں سے صحبت نہ کرتے۔

(ف)......نووی شارح مسلم میں لکھا ہے استغراقہ نا بسہر بالصلوۃ وغیر ہا یعنی تمام شب بسبب اشتغال نماز اور دعا کے بیدار رہتے۔اور ابن اثیر جزری نے نہایہ میں لکھا ہے احیاء اللیل السہر فیہ بالعبادۃ ترک النوم یعنی احیاء اللیل کے معنی عبادت کے لیے جاگنا اور نیند کا ترک کرنا ہے۔

(۲)......صحیح بن حیان اور کتاب الترغیب والترہیب میں ہے عن عطاء قال قلت لعائشہ اخبر ینی یاعجب مارایت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت وایے شانہ لمیکن عجبا انہ اتانی لیۃ فدخل معی لحافی ثم قال ذرینی اتعبد کربی فقامفتوضام قام یصلی فبکی حتی سال وموعہ علی صدرہ ثم رکع فی ثم سجدے فی ثم رفع راسہ فبکی فلم یزل کذالک حتی جاء بلال یو ذنہ بالصلوۃ

فقهت یارسول الله ومایبکیک وقد غفر الله لک ماتقدم من ذنبک وماتاخر قال افلا اکون عبدالشکور أولم الاافعل وقد نزل الله علی هذه اللیله ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لآیات لاوے الالباب الآیة ۔

روایت ہے۔عطاء سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عمدہ خبر سنائیں۔

حضرت عائشہ نے فرمایا......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی خبر عمدہ نہیں ہے۔ایک رات کا حال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے ساتھ میرے لحاف میں سو رہے پھر مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ مجھ کو چھوڑ تا کہ میں اپنے رب کے عبادت کروں۔

پس آپ اٹھے اور خود وضو کیا، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔اور روئے۔یہاں تک کہ سینہ تک آنسو بہہ گیا۔پھر رکوع کیا اور روئے پھر سر اٹھایا اور روئے پھر صبح تک اسی حال میں تھے یہاں تک کہ حضرت بلال آئے صبح کی اذان کے لیے تب میں نے کہا...... یا حضرت آپ کے گریہ کا کیا سبب ہے؟

آپ کے سبب سے تو اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کے گناہ معاف فرمادیئے، کیا میں بندہ شکرگزار نہوں اور میں اتنا عبادت کیوں نہ کروں مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی...... ان فی خلق السموات والارض (آلایۃ)

(۳)......طٰہٰ ماانزلنا علیک القران لتشقیٰ

کا شان نزول بھی ہمارا موید ہے تفاسیر میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں بہت جہد فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے،اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔اور جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر بحکم الٰہی عرض کیا کہ اے نفس پاک کو کچھ راحت دیجئے۔اس کا بھی حق ہے۔

(۴)...... گاہے گاہے کثرت عبادت بالخصوص تلاوت کی یہ کیفیت بھی ہوتی تھی کہ کبھی تقریباً دو دو اڑھائی، اڑھائی پارے ہر رکعت میں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ نماز عشاء کے بعد سونے سے قبل یہ سورتیں تلاوت فرما کر آرام فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ سورہ بنی اسرائیل ۔۲۔ سورہ کہف ۔۳۔ الم سجدہ ۔۴۔ سورۃ زمر ۔۵۔ سورۃ حم دخان۔ ۶۔ سورۃ القمر ۔۷۔ سورۃ الحدید ۔۸۔ سورۃ الصف ۔۹۔ سورۃ جمعہ ۔۱۰۔ سورۃ منافقون ۔۱۱۔ سورۃ التغابن ۔۱۲۔ سورۃ الملک ۔۱۳۔ سورۃ مزمل ۔۱۴۔ سورۃ اعلیٰ ۔ ۱۵۔ سورۃ الزلزال ۔ ۱۶۔ سورۃ التکاثر ۔۱۷۔ سورۃ الکفرون ۔۱۸۔ سورۃ اخلاص ۔۱۹۔ معوذتین ۔۲۰۔ سورۃ فاتحہ ۔۲۱۔ سورۃ بقرہ کا پہلا اور پچھلا رکوع ۔۲۲۔ آیت الکرسی ۔۲۳۔ سورۃ آل عمران کا آخری رکوع۔ اس کے علاوہ کچھ آیات اور بھی تلاوت فرما کر آرام فرمایا کرتے تھے۔

فائدہ:

یہ اس لیے تھا تاکہ جواز ثابت ہو جائے۔

جواب ۲:

اگر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم دائمی طور کرتے جیسے صلحائے امت سے ثابت ہے تو اس طرح امت پر فرض ہو جاتا۔ جیسا کہ تراویح کے بارے میں مشکوۃ شریف وغیرہ میں ہے کہ آپ نے تین راتیں تراویح پڑھائی۔ پھر چھوڑ دیں اور فرمایا کہ شاید مجھے دیکھ کر اور لوگ عمل کریں اور وہ فرض ہو جائے۔ چنانچہ اسی خوف سے آپ نے نماز تراویح کی راتیں پڑھ کر ترک کر دیں۔ ثابت ہوا کہ کثرت عبادت بدعت مذمومہ نہیں اور نہ بے اصل و بے دلیل ہے۔ بلکہ اس کا ماخذ روایات صحیحہ میں موجود ہے۔

خاتمہ

بدعت سنت بن گئی:

دلائل سے ثابت ہوگیا کہ ہمارے اسلاف صالحین کثرت عبادت سے سرشار تھے اور وہ عین سنت کے مطابق عمل فرماتے لیکن غیر مقلدین نے اس سنت کو بدعت کا فتویٰ جڑ دیا۔ جسے فقیر نے تفصیلاً ثابت کیا کہ یہ حسب عادت بدعت کہا گیا ہے۔ ورنہ بدعت نہیں۔ البتہ ان کے بہت سے معمولات بدعت ہیں۔ جنہیں وہ سنت سمجھتے ہیں۔

بسم اللہ جہر سے پڑھنا:

جہری نمازوں میں بسم اللہ شریف فاتحہ سے پہلے آہستہ پڑھنا سنت ہے لیکن یہ غرباء فی العلم جہر سے پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرام اور آئمہ محدثین کے نزدیک نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا بدعت ہے۔

(۱)...... حضرت محدث کبیر امام وکیع جن کا تعارف ذیل میں عرض ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک نماز میں بسم اللہ جہر سے پڑھنا بدعت ہے۔

(تذکرہ الحفاظ، ۲۸۲/ جلد ۱)

آپ بہت بڑے محدث تھے۔ عراق میں ان کے پایہ کا کوئی محدث نہ تھا۔ بہت بڑے سخی تھے۔ آپ کو والدہ کی طرف ایک لاکھ روپیہ میراث کا ملا۔ تو آپ نے راہ خدا میں خرچ کردیا۔ اور الطیطۃ العلم والجسم تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ (مشہور صوفی) آپ کے ہم زمان تھے آپ سے ازراہ مزاج فرمایا کہ آپ شب زندہ دار ہوئے۔ فربہ وجود موٹے کیوں فرمایا ہنستے ہوئے جواب

دیا...... کہ اسلام کی خوشی سے ......آپ ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔

آٹھ تراویح بدعت ہے:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر تا حال اہل اسلام کے کئی مسلک میں آٹھ تراویح کا ثبوت نہیں ملتا۔ یہ صرف غیر مقلدین کی ایجاد بندہ (بدعت) ہے جو انہوں نے اپنے غلط اجتہاد کی بناء پر حدیث کو نہ سمجھ کر تہجد کی رکعات کو تراویح بنا دیا۔ (تفصیل دیکھیے فقیر کا رسالہ' آٹھ تراویح بدعت ہے')

حالانکہ بیس تراویح احادیث سے صراحتہً ثابت ہے۔ جسے یہ لوگ سنت عمری کہ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ اور بدعت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہونے کے علاوہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عمل بھی ثابت ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ......

عليكم بسنتي وسنة الخلفاء راشدين (مشکوۃ شریف)

''میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو''

فصلى الله على حبيه الكريم وعلى آله واصحابه اجمعين

۱۹ ج ۵ ۱۴۱۵ھ بہاولپور

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

مدرسہ کنزالایمان پیرخانہ سرائے عالمگیر

الحمد اللہ بطفیل حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم "مدرسہ کنزالایمان پیرخانہ" میں شعبہ ناظرہ اور حفظ وقرأت اوردرسِ نظامی اور تفسیر، حدیث، فقہ سیرت، تصوف، تاریخ چند دوسرے موضوعات پر مدرسہ میں لائبریری موجود ہے، جس سے دُور دراز اور علاقہ بھر کے لوگ استفادہ کرر ہے ہیں۔

مدرسہ کے اندرایک تنظیم کی بنیاد رکھی گئی ہے جس کا نام مسلک اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی کی عظیم شخصیت حافظ القرآن والحدیث مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھکھی شریف کی نسبت سے انجمن بزم جلالیہ مدرسہ کنزالایمان رکھا، جن کا علمی و روحانی فیض مدرسہ ہذا میں جاری ہے۔

انجمن بزم جلالیہ کے زیراہتمام مدرسہ کے اندر اور باہر بزرگوں کے پروگرام منعقد ہوتے ہیں نیز انجمن سالانہ پروگرام کا اہتمام بھی کرتی ہے۔ ہفتہ وار پروگرام اصلاح البیان بھی اس میں شامل ہے۔ انجمن نے بزرگوں کی تصنیفات بالخصوص حضور فیض ملت علامہ فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی کی تصنیفات کی اشاعت کے لیے قدم اٹھایا ہے۔

حضور فیض ملت مدظلہ العالی کی تصنیف "کیا کثرت عبادت بدعت ہے؟" یہ انجمن بزم جلالیہ کا اشاعت کے لیے پہلا قدم ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم "مدرسہ کنزالایمان" کو دن دگنی رات چگنی تدریسی، اشاعتی، تبلیغی اور تعمیری ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

انجمن بزم جلالیہ مدرسہ کنزالایمان

پیرخانہ سرائے عالمگیر ضلع گجرات، موبائل: 0300-5468198

Print & Publish by: **BOOK CORNER SHOWROOM**, Opposite Iqbal Library, Book Street, Jhelum
Ph: 0544-614977, Mob: 0321-5440882, Email: showroom@bookcorner.com.pk
Visit our website::: www.bookcorner.com.pk